Regd No E.P. 67

رجسٹرڈ نمبر ای پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

ایڈیٹر۔ محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپیہ
ششماہی ۵۰/ ۳
ممالک غیر ۵۰/ ۷
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

جلد ۷ | ۲۳ صلح ۱۳۳۷ ہش | ۲ رجب ۱۳۷۷ھ | ۲۳ جنوری ۱۹۵۸ء | نمبر ۴

ایک غلط خبر اور اس کی تردید

گذشتہ پرچہ میں قارئین حضرات اخبار ملاپ مورخہ ۷ جنوری کے اداریہ کی تردید میں جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ کا مضمون پڑھ چکے ہیں۔ جس میں انہوں نے واضح الفاظ میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ جو الفاظ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کے متعلق منسوب کئے گئے ہیں وہ آپ نے ہرگز اپنی جلسہ سالانہ کی تقریر میں نہیں فرمائے۔

اب جماعت احمدیہ پاکستان کے آفیشل آرگن روزنامہ "الفضل" ربوہ نے مورخہ ۱۴ جنوری کی اشاعت میں عنوان بالا سے مندرجہ ذیل الفاظ میں اس خبر کی کھلے رنگ میں تردید کی ہے۔ جو قارئین حضرات کے ملاحظہ اور توجہ کے لئے ذیل میں شائع کی جاتی ہے۔

ہم اس امر کا ایک دفعہ پھر افسوس سے اظہار کرتے ہیں کہ اخبار ملاپ نے اپنا مذکورہ ایڈیٹوریل لکھ کر ملک و قوم کی کوئی خدمت نہیں کی بلکہ خواہ مخواہ ایک مفید اور اعلیٰ کردار کی ہندوستانی جماعت کی دلشکنی کی ہے (ایڈیٹر)

"جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۵۷ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو تقریر ارشاد فرمائی تھی۔ ڈان اور بعض دوسرے اخبارات میں ایک خبر رساں ایجنسی کے حوالہ سے اس کا جو خلاصہ چھپا ہے اس میں بعض ایسے الفاظ آپ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جو آپ نے اس موقعہ پر ہرگز نہیں فرمائے تھے۔ چنانچہ بھارت کے اخبار "ملاپ" نے اپنی ۷ جنوری کی اشاعت میں ایسے ہی ان کہے الفاظ کو توڑ مروڑ کر یہ اثر ڈالنے کی کوشش کی ہے کہ گویا حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ ہم بزور شمشیر دوبارہ قادیان کو حاصل کریں گے۔ حالانکہ وہ ستر ہزار سے بھی زائد افراد جو جلسہ میں موجود تھے گواہ ہیں کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنی تقریر میں ہرگز کوئی ایسا فقرہ یا لفظ نہیں کہا جس سے ایسے کسی عزم کا اظہار ہوتا ہو یا اس کی طرف کوئی خفیف سے خفیف اشارہ بھی نکلتا ہو۔

پھر "ملاپ" نے ایسے ہی ان کہے الفاظ پر رنگ آمیزی کر کے جماعت احمدیہ کے خلاف جس غیظ و غضب کا اظہار کیا ہے وہ اپنی جگہ بالکل غیر معقول ہے۔ جماعت احمدیہ کے پاس ایسے کون سے وسائل ہیں کہ جن کی مدد سے وہ کسی ملک پر حملہ آور ہو سکتی ہے۔ نہ اس کے پاس حکومت ہے نہ اور کوئی دنیوی طاقت۔ حتیٰ کہ تلواریں بھی نہیں۔ ایسی صورت میں اس پر یہ وہ کوئی علاقہ حاصل کرنے کا الزام لگا کر شدید خطرہ ظاہر کر کے اپنی قوم کو خوفزدہ کرنا خود اپنی بزدلی ظاہر کرنے کے مترادف ہے۔ ہم اپنے اس بھارتی معاصر سے یہی کہیں گے کہ اس نے مذکورہ تقریر کے ضمن میں ایک ان کہی بات کا بتنگڑ بنا کر کسی دوسرے پر تو کیا خود اپنی قوم پر بزدلی کا الزام لگایا ہے۔ اس نے جو چیخ و پکار کی ہے۔ اس پر دنیا یہی کہے گی کہ کیا واقعی وہ قوم جس کا یہ اخبار نمائندہ ہے اس قدر بزدل اور کمزور ہے کہ وہ ایک چھوٹی سی امن پسند جماعت سے جس کو دنیوی لحاظ سے کوئی بھی طاقت حاصل نہیں اس قدر خطرہ محسوس کر رہی ہے۔ پس ملاپ نے ایسی قابل اعتراض روش اختیار کر کے اپنے ملک کی خدمت کرنا تو کجا الٹا اسے نقصان پہنچایا ہے۔

ہم ایک دفعہ پھر اس خبر کی تردید کرتے ہوئے جہاں دوسرے اخبارات سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ آئندہ احتیاط

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۸ جنوری سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمدللہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۷ جنوری۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے خطبہ جمعہ میں وقف جدید پر روشنی ڈالتے ہوئے احباب جماعت کو تبلیغ کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا تبلیغ کے ساتھ جہاں انسان اپنی بنی نوع انسان سے ہمدردی ظاہر ہوتی ہے۔ وہاں اسے اپنی اصلاح اور روحانی ترقی کا باعث بھی بنتی ہے۔

قادیان ۱۹ جنوری محترم صاحبزادہ صاحب موصوف مع اہل و عیال بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔

جناب بشپ صاحب دہلی کی قادیان میں آمد
احمدیہ لٹریچر کی پیشکش

قادیان مورخہ ۱۷/ ۱ آج جناب ایس۔ کے مونڈل صاحب بشپ دہلی قادیان مع اپنی لیڈی صاحبہ کے اپنے خاص دورہ پر قادیان تشریف لائے۔ ان کے اعزاز میں علاقہ کے عیسائیوں نے جلسہ کا انعقاد کیا۔ جس میں ان کی خدمت میں استقبالیہ ایڈریس پیش کیا گیا۔

جماعت احمدیہ کا ایک وفد جس میں مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے ناظر امور عامہ۔ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے۔ مکرم میاں محمد شمس الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ (جو ان دنوں قادیان تشریف لائے ہوئے ہیں) مکرم مولوی محمد علی صاحب بنگالی مولوی فاضل قادیان اور مکرم شمس الدین صاحب کلکتہ شامل تھے۔ جناب بشپ صاحب سے ملا۔ ان کی خدمت میں اسلام اور سلسلہ کا مندرجہ ذیل لٹریچر پیش کیا گیا:-

(۱) سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انگریزی (۲) خصوصیات قرآن انگریزی (۳) اسلامی اصول کی فلاسفی انگریزی (۴) تحفہ شہزادہ ویلز انگریزی (۵) احمدیہ موومنٹ انگریزی (۶) اسلامی نماز انگریزی (۷) قبر مسیح علیہ السلام انگریزی (۸) سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام انگریزی (۹) احمدیہ موومنٹ ان انڈیا انگریزی (۱۰) میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں (انگریزی)

یہ لٹریچر انہوں نے خوشی سے قبول کیا۔ اور سلسلہ کے ابتدائی حالات معلوم کرنے کے لئے اپنی لیڈی صاحبہ کے ہمراہ سٹیج پر بیٹھے ہوئے احمدیہ موومنٹ کے چند صفحات پڑھے۔ اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے مسیح موعود کے دعوے کو نوٹ کر کے خاص طور پر اپنی لیڈی صاحبہ کو دکھایا۔

احمدیہ موومنٹ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا فوٹو خاص توجہ سے دیکھا اور اپنی لیڈی صاحبہ کو بھی دکھایا۔

جناب بشپ صاحب نے اپنی تقریر میں جو بہت عمدہ واعظانہ رنگ کی تھی اور جس کا ترجمان پنجابی میں ترجمہ کر رہا تھا قادیان کی تاریخی عظمت اور شہرت کا بھی ذکر کیا۔

ان سے قادیان کے حالات۔ تبلیغی امور اور عیسائیوں کے حالات کے متعلق مختصر گفتگو ہوئی۔ چونکہ جناب بشپ صاحب بنگالی ہیں۔ اس لئے ہمارے بنگالی دوستوں نے بنگالی میں بھی ان سے باتیں کیں۔ جس سے وہ خوش ہوئے۔ اس کے بعد عیسائیوں کی طرف سے ان کے اعزاز میں چائے پیش کی گئی۔ جس میں جماعت احمدیہ کے نمائندے بھی شریک ہوئے۔

جناب بشپ صاحب صرف ڈیڑھ گھنٹہ قادیان میں رہے اور پھر کالووال اور بٹالہ کے دورہ پر حسب پروگرام روانہ ہو گئے۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان ۔ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۵۸ء

حب الوطنی

خزاں کا موسم گزر گیا۔ اب موسم بہار کی آمد آمد ہے۔ چند ہی روز میں ہر پودہ نرم و نازک سبز پتیوں کا خوبصورت لباس پہن کر ایک نئی شان میں دکھائی دینے لگے گا۔ اور انہی دنوں بھارت کا یوم جمہوریت منایا جانے والا ہے۔ ۲۶ جنوری کی تاریخ تمام بھارت واسیوں کے لئے غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہر سال نئے آنے والے موسم بہار کی طرح ہر بھارت واسی کو اپنے اندر ایسی ہی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اپنے سابقہ فرسودہ خیالات کو خیرباد کہے اپنے ماحول میں ایک تبدیلی پیدا کرے۔ اس موقعہ پر خود اپنے وجود میں تغیر عظیم پائے اور نئے عزم اور محکم ارادہ کے ساتھ ملک کی ترقی کے لئے قدم بڑھائے۔

اگرچہ حب الوطنی کا دعویٰ ہر بھارت واسی کرتا ہے۔ مگر بہت کم افراد ہیں جو اس کے تقاضا کو عملی میدان میں پورا کرنے کا جتن کرتے ہیں۔ انسان ہوتے ہوئے اپنے وطن مالوف سے محبت رکھنا قابل قدر جذبہ ہے۔ اگر ایک حیوان بھی چند روز ایک جگہ ٹھہرنے سے مانوس ہو جاتا ہے۔ تو انسان جو اشرف المخلوقات کہلاتا ہے اس میں حب الوطنی کا جذبہ تو کہیں زیادہ غیر معمولی معقولیت کا آئینہ دار ہونا چاہیئے جسے ملک کی سچی اور بے لوث خدمت کے ساتھ ہی عملی جامہ پہنایا جا سکتا ہے حضرت بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہی خوب فرمایا۔

حب الوطن من الایمان

کہ وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔ اس کی روشنی میں یہ کتنا درست ہے کہ سچا اور پکا مسلمان وہی ہے جس کے دل میں وطن کی محبت ہے۔ ہمارے نزدیک نہ صرف مسلمان بلکہ ہر محب وطن کا فرض ہے کہ وہ اپنے دائرہ میں حب الوطنی کا حق ادا کرے اور اپنی زندگی کو ملک کے تعمیری پروگرام میں لگائے۔ بلکہ اپنی انفرادی پوزیشن پر جماعتی حالت کو ترجیح دے۔ قومی اور ملکی مفاد کو ذاتی منافع پر مقدم کرے۔ آزادی کے گیارہ سالوں میں ملک نے ترقی کی بعض منزلیں طے کیں مگر منزل مقصود ابھی بہت دور ہے۔ آزاد بھارت کے آزاد شہریوں کو ابھی بہت زیادہ محنت کوشش اور ہمت کی ضرورت ہے۔

مغربی ممالک کی حیرت انگیز ترقیات سے مرعوب ہونے کی ضرورت نہیں۔ ان لوگوں کو آزادی ملے مدتیں گزر گئیں انہیں اپنی قوم کے ذہنوں کو خاص لائنوں پر ڈھالنے کے لئے کافی وقت ملا مگر ہمارے ملک کو آزادی ملے ابھی زیادہ مدت نہیں گذری یہی وجہ ہے کہ غلامانہ ذہنیت کے آثار باقی ہیں جنہیں مٹانا ہر بھارت واسی کا فرض اولین ہے۔

مناسب ہے کہ اپنی طاقت کو آئے دن کی ہڑتالوں یا مختلف قسم کی ایجی ٹیشنوں میں ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ اور اسی قوت کو ملک کے تعمیری کاموں میں صرف کیا جائے۔ یہ خیال سراسر غلط فہمی بلکہ عاقبت نا اندیشی پر مبنی ہے کہ ملک کو ترقی اور سربلندی کی طرف لے جانا صرف حکومت ہی کا کام ہے۔ حالانکہ یہ کام تو ملک میں بسنے والے ہر چھوٹے بڑے امیر غریب مرد عورت بوڑھے اور نوجوان کا ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے دائرہ میں اس کی تعمیر میں عملی حصہ دار بن سکتا ہے۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر محب وطن اپنی ذمہ داری کا صحیح احساس اپنے اندر پیدا کرے۔ ہر شخص کے دل میں حصول مقصد کی ایک نہ ختم ہونے والی لگن ہو۔ آزادی کی حقیقی قدر و منزلت کو پہچانے۔ غلامانہ ذہنیت کے باقی ماندہ آثار اسی طرح مٹائے جا سکتے ہیں کہ ایک طرف ذمہ داری کا غیر معمولی احساس ہو۔ اور دوسری طرف غیر قوموں کے مقابل پہ جلد بڑھنے کی لگن دل میں موجود ہو اور اس کا ثبوت ہمارا عملی کردار پیش کرتا ہو۔ اگر ایسا ہو جائے تو سمجھو کہ دور کی مسافت جلد طے ہو جائے گی۔ اور گوہر مقصود مل جائے گا!!

ملک کی سربلندی کے لئے ہمارا عملی کردار خود ہمارے اپنے گھر سے ہی شروع ہونا ہے۔ جبکہ ہر ماں اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرے کہ میں نے اپنی ذمہ داری کو کما حقہ نبھانا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ مستقبل قریب میں ملک کی کایا پلٹ جائے اور اس سعی کے شیریں پھل حاصل نہ ہونے لگیں۔ ہمارے خیال میں سب سے بڑی ذمہ داری بچوں کے والدین پر عائد ہوتی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ آج کا بچہ کل کا جوان ہے۔ اسے آج ہی ایسی تربیت کی ضرورت ہے جس سے اس کا وجود مستقبل قریب میں ملک و قوم کے لئے مفید ثابت ہو۔ فوری اصلاحی باتوں میں سے ڈسپلن ہی کو لے لیں۔ آج کل طلبہ میں اسی کے فقدان کی شکایت بڑھ رہی ہے۔ مگر ہمارے نزدیک یہ بھی ماں باپ کی اپنی بے توجہی کا نتیجہ ہے اس سلسلہ میں والدین اور سکولوں کے اساتذہ پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ والدین اور اساتذہ کے باہمی تعاون اور مثبت پہلوؤں کی جاری کردہ کوشش خاطر خواہ نتیجہ پیدا نہ کرے۔

دوسرے نمبر پہ طلبہ ہی کے مفاد کے سلسلہ میں یہ بات بھی خاص طور سے قابل توجہ ہے کہ طلبہ کو فلم بینی کی خطرناک دبا سے جہاں تک ہو سکے بچایا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ایجاد سے علم کی بہت سی راہیں کھل گئی ہیں۔ لیکن اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ رائج الوقت فلمی دنیا اپنے ساتھ بے شمار مہلک جراثیم رکھتی ہے جس نے غیر شعوری طور پہ نئی پود کو خطرناک صورت میں متاثر کیا ہے۔ پس جبتک اس صنعت سے اس مضر حصہ کو جدا نہیں کیا جاتا جو نوعمر طلبہ کیلئے سم قاتل کا حکم رکھتی ہے۔ بچوں کے لئے فلم بینی کے بد اثرات سے بچانے کی اشد ضرورت ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ تفریح طبع کے خیال سے والدین خود ہی اپنے نونہالوں کو ایسی راہ پر لگانے کا موجب بنتے ہیں جنکے نتائج اجتماعی لحاظ سے اچھے نہیں۔ فلمی دنیا نے اس طرح دماغوں پر غلبہ پا لیا ہے کہ نوخیز طلبہ تعلیمی نصاب سے کہیں زیادہ فلمی لٹریچر میں دلچسپی رکھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ نادانی سے اسی کو منتہا ئے مقصود سمجھا جانے لگا ہے۔

کیا یہ عجیب بات نہ ہوگی کہ ہم ۲۶ جنوری کو یوم جمہوریت منانے معقت اپنے ہی بنائے ہوئے دودھاؤں کے نفاذ پر سابقہ عہد غلامی سے نجات پا جانے پہ خوش ہو رہے ہوں مگر در پردہ ایک نئی قسم کی غلامی جو شاید پہلی سے زیادہ خطرناک ہو ترتیب سے قریب تر لانے کے مرتکب ہوئے ہیں۔ پس ہمارے ہموطنوں کے لئے یہ مقام خوف ہے۔ ابھی سے سنبھلنے کی ضرورت ہے جس چیز کا غیر ملکوں نے تجربہ کر لیا۔ اور اس میں انہیں کچھ فائدہ نہ ملا کوئی وجہ نہیں کہ ہم بھی اس کا تجربہ شروع کر دیں۔ حالانکہ ہمارے لئے بڑھنے کا وقت بہت ہی کم ہے جس مسافر کو غروب آفتاب سے قبل اپنی منزل مقصود پر جلد پہنچنا ہے۔ اسے بے فائدہ باتوں میں الجھنا سزاوار نہیں۔ اسے تو بڑی حزم اور احتیاط کے ساتھ آگے کی طرف قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔

الغرض ملکی ترقی کے لئے بیسیوں اصلاحی باتوں میں سے یہ چند ایک ہیں جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا اور ہر سال کی ۲۶ جنوری ہر ملک واسی کو اسکے حب الوطنی کے جذبہ کو سچے طور پر عملی میدان میں لانے کی طرف متوجہ کرتی ہے خوش قسمت ہے وہ انسان جو اس سے نصیحت پکڑتا ہے اور بڑا ہی غافل ہے وہ شخص جو اسے یونہی گذر جاتا ہے اور اپنے اندر کسی طرح کی تبدیلی کے لئے تیار نہیں ہوتا کیونکہ ہی

فریادِ مہجور

از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

ختم ہونے میں نہیں آتی ہے یہ کالی رات
نکل آئے مہرِ صداقت (نبوت) کہ ہو تاریکی مات

وہ مسلمان مسلماں بنے گا کیوں کر
کہ نہ روزہ ہے نہ حج ہے نہ صلوٰۃ اور نہ زکوٰۃ

تین چوتھائی صدی گذری مجدد ہے کہاں
اس کی بعثت جو بتاتی ہے حدیث مشکوٰۃ

بعثتِ ثانیٔ ختم الرسل احمد مہدی
ابن مریم کی وفات اور اسی کی یہ حیات

دیکھ لو آخر تنت الارض بنود ساجی
یہی قرآن نے بتایا یہی کہتے ہیں رواۃ

آنے والا تھا یہی اور نہ آئے گا کوئی!
مان لو دل سے تو ہر رنگ میں پاؤ گے نجات

حسن و احسان کی دنیا ہے تمہاری اکمل
تم کو حاصل جو رہا عشق محمدؐ میں ثبات

خطبہ جمعہ

ہمت کے ساتھ آگے بڑھو اور وقف جدید کی تحریک کو کامیاب بنانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لو

اب وقت آگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور رحمت جلد آسمان سے ہمارے لئے اُترے گی

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۰ جنوری ۱۹۵۸ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

ہماری جماعت کی حالت کا نقشہ

سورۃ انفال رکوع ۲ میں کھینچا گیا ہے اس نقشہ کو شیخ سعدیؒ نے ایک حکایت کے رنگ میں اپنی کتاب "گلستان" میں بیان کیا ہے۔ ہم بچپن میں وہ قصہ پڑھا کرتے تھے تو بہت مزہ آیا کرتا تھا لیکن جب ہم بڑے ہوئے۔ تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ہمیں مثنوی مولانا روم بھی پڑھائی تھی۔ مگر وہ زمانہ جب ہمیں مثنوی مولانا روم پڑھائی گئی۔ ۱۹۱۱ء و ۱۹۱۲ء کا زمانہ تھا اور گلستان اور بوستان اس سے پہلے زمانہ میں ہمیں شروع کرائی گئی تھی۔ شیخ سعدیؒ نے

گلستان میں ایک کہانی

لکھی ہے کہ ایک بادشاہ تھا جس کے کئی بیٹے تھے۔ اس کے اور تو سب بیٹے نہایت خوبصورت تھے۔ اور بادشاہ ان سے بہت محبت کیا کرتا تھا۔ لیکن ایک لڑکا بہت چھوٹے قد کا تھا اور اس کی شکل بھی نہایت مکروہ تھی۔ اس سے وہ سخت نفرت کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایک بادشاہ جو اس سے دشمنی رکھتا تھا اور جس کی طاقت بہت زیادہ تھی۔ اس پر حملہ آور ہوا۔ جب اس کی فوج نے اس بادشاہ کے دائیں اور بائیں بڑے زور سے حملہ کیا تو اس کی

ساری فوج بھاگ گئی

اور میدان جنگ میں صرف چند آدمی بادشاہ کے ساتھ رہ گئے۔ جب بادشاہ نے دیکھا کہ اب دشمن مجھے بھی حملہ کر کے قید کرے گا۔ تو یکدم صفوں کو چیرتا ہوا ایک سوار نکلا جس نے اپنے ہاتھ میں نیزہ پکڑا ہوا تھا۔ وہ پوری ہمت کے ساتھ اپنے دائیں اور بائیں نیزہ چلاتے ہوئے آرہا تھا۔ جس کی وجہ سے دشمن کی فوج تتر بتر ہوگئی۔ پھر اس نے بادشاہ کی بچی کھچی فوج کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن کی فوج بھاگ گئی۔ وہ شخص حملہ کرتا جاتا تھا۔ اور کہتا جاتا تھا کہ

آں نہ من باشم کہ روزِ جنگ بینی پشت من
آں منم کاندر میانِ خاک و خوں بینی سرے

یعنی میں وہ نہیں ہوں کہ جنگ کے دن تو میری پیٹھ دیکھے بلکہ جنگ کے دن تو صرف میرا منہ دیکھے گا۔ میری پیٹھ نہیں دیکھے گا۔ اور اگر کوئی شخص مجھ سے میرا حال پوچھنا چاہے تو

میں اسے یہ بتاتا ہوں

کہ میں جب لڑائی میں آؤں گا تو وہ میرے سر کو خاک اور خون میں تھڑا ہوا پائے گا۔ یعنی میں قتل ہو جاؤں گا لیکن بھاگوں گا نہیں۔ جب فتح ہوئی تو بادشاہ نے پہچان لیا کہ وہ اسی کا وہی بیٹا ہے۔ جس سے وہ نفرت کرتا تھا۔ بادشاہ نے اسے بلایا اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا میں نے تم پر بڑا ظلم کیا ہے۔ اور تمہاری بڑی بے قدری کی ہے۔ جن کی میں قدر کیا کرتا تھا۔ اور جن سے میں محبت کیا کرتا تھا۔ وہ تو پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے لیکن تم میدان میں رہے۔ اور میری جان کی حفاظت کرنے کے لئے آگے آئے اس پر اس لڑکے نے کہا اے باپ

ہر چہ بقامت کہتر بقیمت بہتر

جو شخص قد و قامت اور صورت کے لحاظ سے ذلیل نظر آتا تھا وہ قیمت کے لحاظ سے بہتر تھا۔ یعنی آپ تو مجھے چھوٹے قد کا آدمی سمجھ کر نفرت سے دیکھا کرتے تھے۔ لیکن

آپ کو معلوم ہوگیا

کہ جو قد و قامت اور صورت میں ذلیل نظر آتا تھا قیمت کے لحاظ سے وہی بہتر تھا۔

یہ تو ایک آدمی کا قصہ ہے۔ لیکن ہماری جماعت بھی گو تعداد کے لحاظ سے بہت تھوڑی ہے۔ اور بقامت کہتر کی مصداق ہے لیکن بقیمت بہتر ہے۔ امریکہ۔ یورپ اور باقی ساری دنیا میں

اسلام کا جھنڈا

وہی گاڑ رہی ہے۔ اور باقی مسلمان جن کو علماء نے اپنے سروں پر اٹھا رکھا ہے انہوں نے بیرونی ممالک میں کسی مسجد کی ایک اینٹ بھی نہیں لگوائی۔ اس کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے یورپ میں ہماری تین مسجدیں بن چکی ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو

ہمارا منشاء ہے

کہ تھوڑے عرصہ میں ہی ایک اور مسجد بھی بنا دی جائے۔ ایک مسجد امریکہ میں بنانے کا میں نے آرڈر دے دیا ہے۔ ایک مسجد لنڈن میں بنی ہے۔ ایک مسجد ہیگ میں بنی ہے۔ ایک مسجد ہیمبرگ (جرمنی) میں بنی ہے۔ ایک فرینکفورٹ (جرمنی) میں بن رہی ہے۔ جب یہ مسجد بن گئی۔ تو انشاء اللہ ایک مسجد ہنوور (جرمنی) میں بنائی جائے گی۔ پھر ایک زیورچ میں بنے گی۔ پھر ایک روم میں بنے گی۔ پھر ایک نیپلز میں بنے گی۔ پھر ایک جنیوا میں بنے گی اور پھر ایک وینس میں بنے گی۔ اور اس طرح یہ سلسلہ ترقی کرتا چلا جائے گا بہرحال ہماری جماعت اس وقت

بقامت کہتر اور بقیمت بہتر

کی مصداق ہے۔ جو ہر جگہ مسجدیں بنا رہی ہے مسلمان ہمارے متعلق کہتے ہیں کہ ہم ان کے مقابلہ میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ مولوی ظفر علی خاں صاحب اب تو فوت ہو گئے ہیں اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے جب وہ زندہ تھے تو بڑی حقارت سے لکھا کرتے تھے کہ یہ لوگ تو مسلمانوں میں سَو سے ایک بھی نہیں۔ پاکستان کی ساری آبادی جس میں ہندو اور عیسائی بھی شامل ہیں ۸ کروڑ ہے۔ اگر ہندوؤں اور عیسائیوں کو نکال دیا جائے۔ تو غالباً مسلمانوں کی آبادی پانچ کروڑ رہ جاتی ہے۔ اور ہماری

تعداد کا زیادہ سے زیادہ اندازہ

دس لاکھ ہے۔ ہندوستان کی آبادی ۳۶ کروڑ ہے۔ اس کے ساتھ پاکستان کی آبادی کو ملا لیا جائے۔ تو یہ چالیس کروڑ بن جاتی ہے۔ اور دس لاکھ کی آبادی ان کے مقابلہ میں کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتی لیکن اب اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں طاقت بخشی اور یہ نئی تحریک جو میں نے کی ہے پھیل جائے تو میرا امید ہے۔ کہ ہماری جماعت اس ملک میں ایک نمایاں مقام پیدا کرے گی۔ میں نے جلسہ سالانہ پر اس کے متعلق تحریک کی تھی۔ اور پھر پچھلے جمعہ کے خطبہ میں بھی اس کا ذکر کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بیسیوں خطوط جماعت کے افراد کے آئے۔ انہوں نے لکھا کہ ہم نے

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر

آپ کی تقریر کا مفہوم نہیں سمجھا تھا مگر اب جو آپ کا پیغام چھپا ہے تو ہم نے اس کی حقیقت کو سمجھا ہے۔ اس لئے اب ہم نے وقف اور روپیہ کے لئے اپنے نام لکھوانے شروع کر دیئے ہیں چنانچہ اس کے بعد اب تک چالیس وقف آ چکے ہیں۔ اور بارہ ہزار کے قریب آمد کا اندازہ ہے۔ میں نے جو شکل وقف کی جماعت کے سامنے پیش کی ہے۔ اور جس کے ماتحت میرا ارادہ ہے کہ پشاور سے کراچی تک اصلاح و ارشاد کا جال بچھا دیا جائے۔ اس لئے ابھی بہت سے روپیہ کی ضرورت ہے۔ اس کام کے لئے کم سے کم چھ لاکھ روپیہ سالانہ کی ضرورت ہے۔ اگر چھ لاکھ روپیہ سالانہ آنے لگ جائے۔ تو یہ پچاس ہزار روپیہ ماہوار بنتا ہے۔ اور اگر ہم ایک واقف زندگی کا ماہوار خرچ پچاس روپیہ رکھیں تو ایک ہزار مراکز قائم کئے جا سکتے ہیں۔ اور اس طرح ہم

پشاور سے کراچی تک

رشد و اصلاح کا جال پھیلا سکتے ہیں۔ بلکہ اصل حقیقت تو یہ ہے کہ اگر ہم نے رشد و اصلاح کے لحاظ سے مشرقی اور مغربی پاکستان کا گھیرا کرنا ہے۔ تو اس کے لئے ہمیں ایک کروڑ روپیہ سالانہ سے بھی زیادہ کی ضرورت ہے۔ اگر ڈیڑھ کروڑ روپیہ سالانہ آمد ہو تو بارہ لاکھ پچاس ہزار روپیہ ماہوار بنتا ہے۔ اگر بارہ لاکھ روپیہ کی ماہوار آئے تو

اس کے معنے یہ ہیں

کہ ایک واقف زندگی کا پچاس روپے ماہوار خرچ مدنظر رکھتے ہوئے پورے ۲۴ ہزار نئی طرز کے واقف زندگی بن جاتے ہیں۔ اور ۲۴۰۰۰ واقف زندگی دو لاکھ چالیس ہزار میل کے اندر پھیل جاتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے دس دس میل پر ایک ایک آدمی رکھنا ہے اور گو ابھی تو اتنی رقم جمع نہیں ہو سکتی۔ لیکن اتنی رقم جمع ہو جائے۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے چوبیس ہزار آدمی رکھے جا سکتے ہیں۔ ہاں اگر یہ واقفِ زندگی ہمت کریں اور خوب کوشش کر کے جماعت بڑھانی شروع کر دیں تو ممکن ہے کہ اگلے سال ہی یہ صورت پیدا ہو جائے۔ اب تک جو آمد ہوئی ہے۔ وہ امید

نہیں کہ اس پر زیادہ تعداد میں نوجوان نہ رکھے جا سکیں۔ لیکن

جب روپیہ زیادہ آنا شروع ہو گیا

اور نوجوان بھی زیادہ تعداد میں آ گئے اور انہوں نے ہمت کی اور جماعت کو بڑھانے کی کوشش کی تو جماعت کو پتہ لگ جائے گا کہ یہ سکیم کیسی مبارک اور پھیلنے والی ہے۔ اس سکیم میں چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے جہاں اپنی طرف سے اور اپنے خاندان کی طرف سے چندہ لکھوایا ہے وہاں انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ کراچی کے پاس ٹھٹھہ میں میری زمین ہے اس میں سے میں اس سکیم کے ماتحت

دس ایکڑ زمین

وقف کرتا ہوں۔ دس ایکڑ میں خود انشاء اللہ ضلع تھرپارکر یا حیدرآباد کے ضلع میں وقف کروں گا۔ اور ابھی تو اور بہت سے احمدی زمیندار ہیں جو اس غرض کے لئے زمین وقف کر سکتے ہیں۔ پھر ایک ایک دو دو ایکڑ دے کر کئی آدمی مل کر بھی اس میں حصہ لے سکتے ہیں۔ بہرحال چوہدری صاحب کی زمین اور میری وقف شدہ زمین میں دو مرکز بن جائیں گے۔ تیسرا مرکز ضلع مظفر گڑھ میں بنے گا۔ وہاں کے ایک نوجوان نے لکھا ہے کہ میرا ایک مربعہ ہے جو مجھے فوجی خدمات کے صلہ میں ملا ہے۔ وہ مربعہ میں آپ کی اس سکیم میں دیتا ہوں۔ مگر کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس کو اس طرح ساری زمین سے محروم کر دیں۔ میں نے یہ تجویز سوچی ہے کہ ہم ان سے کہیں کہ اس زمین میں سے دس ایکڑ ہمیں دے دیں اور باقی پندرہ ایکڑ خود استعمال کریں۔ اور دس ایکڑ کوئی معمولی زمین نہیں۔ ہالینڈ میں میں نے دریافت کیا تھا۔ وہاں تین ہزار روپیہ فی ایکڑ آمد ہوتی ہے۔ اگر تین ہزار فی ایکڑ آمد ہو تو دس ایکڑ سے تیس ہزار آمد ہو سکتی ہے۔ اگر سو مربعہ بھی اس سکیم میں مل جائے تو

۷۵ لاکھ سالانہ آمد

ہو جاتی ہے۔ اور اس سے ہم سارے مشنوں کا خرچ چلا سکتے ہیں۔ بطریق ہم بتائیں گے کام کرنا ہمارے مبلغوں کا کام ہے۔ اگر ان کو تمہارا اسلام کی خدمت کا جوش دے اور وہ شیخ سعدیؒ کے بیان کردہ واقعہ کو یاد رکھیں تو یہ سکیم بہت اچھی طرح چلائی جا سکتی ہے۔ کیونکہ جن لوگوں میں کام کرنے کی روح پائی جاتی ہو وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم حقیر اور ذلیل ہیں وہ صرف یہ بات جانتے ہیں کہ

آں نہ من باشم کہ روزِ جنگ بینی پشتِ من
آں منم کاندر میانِ خاک و خوں بینی سرے

میں وہ نہیں ہوں کہ جس کی پیٹھ تو جنگ میں دیکھے۔ بلکہ تو میرے سر کو میدان میں خاک و خون میں لتھڑا ہوا پائے گا۔ ہماری جنگ تلوار کی جنگ نہیں بلکہ دلائل کی جنگ ہے اور

دلائل کی جنگ

میں جس شخص میں کام کرنے کی روح پائی جاتی ہو وہ یہی کہتا ہے کہ میں وہ نہیں جو دلائل کے میدان میں اپنی پیٹھ دکھاؤں بلکہ اگر مقابلہ کی صورت پیدا ہوئی تو میں سب سے آگے ہوں گا۔ اور جب تک میری جان نہ چلی جائے میں قربانی کا عہد نہیں چھوڑوں گا۔ اگر اس طرز پر عمل کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سکیم بہت شاندار طور پر کامیاب ہو گی۔ ابھی تو میری جلسہ سالانہ کی تقریر پر صرف چودہ دن گذرے ہیں۔ لیکن ابھی سے اگر لوگوں کو میری تحریک کا احساس ہوا ہے اور انہوں نے اپنے نام لکھوانے شروع کئے ہیں۔ اسی طرح ہر تحریک بڑھتی ہے جب میں نے

تحریک جدید کا اعلان

کیا تو جماعت کے لوگوں نے مجھے لکھا تھا کہ ہم نے تو آپ کی تحریک کا یہ مطلب سمجھا تھا کہ ساٹھ ہزار روپیہ جمع کرنا ہے مگر اب وہ کام لاکھوں تک پہنچ گیا ہے۔ مجھے یاد ہے ایک دوست نے مجھے لکھا کہ میں نے آپ کی تحریک پر بہت سا چندہ لکھوا دیا تھا اور یہ سمجھا تھا کہ آپ نے صرف ایک ہی دفعہ چندہ مانگا ہے۔ لیکن اب میں اپنا چندہ کم نہیں کروں گا۔ بلکہ اپنے وعدہ کے مطابق دینے کی کوشش کروں گا۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی لوگ تھے جنہوں نے اس وقت سو سو دو دو سو روپیہ چندہ لکھوا دیا تھا مگر بعد میں انہوں نے اس چندہ کو کم نہ کیا۔ اور بڑھتے بڑھتے وہ سولہ سو، دو ہزار یا اڑھائی ہزار چندہ دینے لگ گئے۔ یہ تحریک بھی آہستہ قدموں سے شروع ہوئی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے امید ہے کہ جماعت میں اس قدر

اخلاص اور جوش پیدا ہو جائے گا

کہ وہ لاکھوں اور کروڑوں روپیہ دینے لگ جائے گی۔ تم یہ نہ دیکھو کہ ابھی ہماری جماعت کی تعداد زیادہ نہیں۔ اگر یہ سکیم کامیاب ہو گئی تو تم دیکھو گے کہ دو تین کروڑ لوگ تمہارے اندر داخل ہو جائیں گے۔ اور جب دو کروڑ آدمی تمہارے ساتھ شامل ہو جائیں گے تو آمد کی کمی خود بخود دور ہو جائے گی۔ دو کروڑ آدمی چھ روپیہ سالانہ دے تو بارہ کروڑ بن جاتا ہے۔ اگر ایک کروڑ روپیہ ماہوار آمد ہو تو دس لاکھ مبلغ رکھا جا سکتا ہے جو بیس لاکھ میل کے رقبہ میں پھیل جاتا ہے اور اتنا رقبہ تو سارے پاکستان کا بھی نہیں پس ہمت کر کے آگے بڑھو اور وہی نمونہ دکھلاؤ کہ

آں نہ من باشم کہ روزِ جنگ بینی پشتِ من
آں منم کاندر میانِ خاک و خوں بینی سرے

دشمن تمہارے مقابلہ میں کھڑا ہے اور

یہ جنگ روحانی ہے

جسمانی نہیں۔ اس جنگ میں دلائل اور دعاؤں سے کام لینا اصل کام ہے۔ صحابہؓ کو دیکھو تو وہ تلواروں سے لڑتے تھے اور میدانِ جنگ میں ان کی گردنیں کٹتی تھیں مگر وہ اس سے ذرا بھی نہیں گھبراتے تھے۔ جنگ اُحد کے موقعہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے متعلق ہدایت فرمائی کہ اُسے تلاش کرو وہ کہاں ہے صحابہؓ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی لاش دوسری لاشوں کے نیچے کہیں دبی پڑی ہے۔ اس لئے وہ کہیں ملی نہیں۔ آپؐ نے فرمایا جاؤ اور پھر تلاش کرو۔ چنانچہ بہت تلاش کے بعد وہ صحابی ملے۔ وہ زخمی تھے اور پیٹ پھٹا ہوا تھا

تلاش کرنے والے صحابی

نے کہا، اپنے رشتہ داروں کو کوئی پیغام پہنچانا ہے۔ تو دے دو، ہم پہنچا دیں گے وہ کہنے لگے۔ اور تو کوئی پیغام نہیں میرے عزیزوں تک صرف اتنا پیغام پہنچا دینا کہ جب تک ہم زندہ رہے۔ ہم نے اپنی جانیں قربان کر کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی۔ اب یہ فرض تم پر ہے۔ اور میری آخری خواہش یہ ہے کہ میرے خاندان کے سارے افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ اگر تم ایسا کرو گے۔ تو میری یہ خواہش پوری ہو گی۔ تو دیکھو صحابہ نے تو عملی طور پر قربانیاں کی تھیں۔ اور

تمہاری مثال ایسی ہی ہے

جیسے کہتے ہیں "تھوک میں بڑے پکائے" دلیلیں دینا کونسی بڑی بات ہے۔ دلیلیں دے کر گھر آ گئے۔ لیکن وہاں یہ ہوتا تھا کہ صحابہؓ میدانِ جنگ میں جاتے تھے اور بعض اوقات انہیں اپنے بیوی بچوں کی دوبارہ شکل دیکھنی بھی نصیب نہیں ہوتی تھی۔ ایک عورت کے متعلق تاریخ میں لکھا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک کے لئے تشریف لے گئے تو اس کے خاوند کو آپؐ نے کسی کام کے لئے باہر بھیجا ہوا تھا جب وہ صحابی مدینہ واپس آئے۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف تشریف لے جا چکے تھے۔ اور اس صحابی کو اس کا علم نہیں تھا۔ وہ صحابی سیدھے گھر آئے اپنی بیوی سے انہیں بہت محبت تھی۔ وہ گھر میں گھسے۔ اور بیوی انہیں نظر آئی۔ تو انہوں نے آگے بڑھ کر اسے اپنے جسم سے چمٹا لیا۔ لیکن

اس زمانہ کی عورتیں

بھی اس زمانہ کے مردوں سے زیادہ مخلص ہوتی تھیں۔ اس عورت نے خاوند کو دھکا دیا۔ اور کہنے لگی تجھے شرم نہیں آتی کہ خدا کا رسول تو جان دینے کے لئے رومیوں کے مقابلہ کے لئے گیا ہوا ہے۔ اور تجھے اپنی بیوی سے پیار کرنا سوجھتا ہے۔ اس بات کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ اسی وقت اس نے اپنا گھوڑا پکڑا اور سوار ہو کر تبوک کی طرف چلا گیا اور کئی منزلوں پر جا کر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر مل گیا۔ تو اس قسم کی ہمت اگر تم بھی اپنے اندر پیدا کرو تو دین کی اشاعت کوئی مشکل امر نہیں۔ چند دنوں کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اُترنے والی ہے۔ اب یہ ناممکن بات ہے کہ زیادہ عرصہ تک آسمان اپنی مدد کو روکے رکھے۔ کوئی ۲۵-۲۶ سال تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دشمنوں کی گالیاں سنیں ان سے پتھر کھائے اینٹیں کھائیں۔ ماریں کھائیں۔ لیکن تبلیغ جاری رکھی۔ اس کے بعد قریباً پچاس سال تک یہ کام ہم نے کیا۔ یہ سارا زمانہ مل کر ۷۵ سال کا ہو جاتا ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اب تو نہیں کہ ۷۵ سال تک ایک قوم کو گالیاں دلواتے۔ ماریں کھلاتے۔ پتھر مرواتے اور پھر چپ کر کے بیٹھا رہے۔ اب میں سمجھتا ہوں بلکہ مجھے یقین ہے۔ کہ وہ وقت آ گیا ہے کہ

اللہ تعالیٰ کی مدد آسمان سے اترے گی

اور گو ساری دنیا میں احمدیت پھیل جانے میں ابھی دو سو سال باقی ہیں۔ لیکن ساری

دنیا میں پھیلنے کے تو یہ معنے ہیں کہ امریکہ میں بھی پھیل جائے۔ انڈونیشیا میں بھی پھیل جائے۔ کینیڈا میں پھیل جائے چین میں بھی پھیل جائے۔ اٹلی میں بھی پھیل جائے۔ جرمنی اور فرانس میں بھی پھیل جائے۔ ایسا بھی ایک دن ضرور ہوگا۔ لیکن ابھی ہمیں صرف اپنے ملک میں پھیلنے کی ضرورت ہے۔ اور اتنی ... میں سمجھتا ہوں کہ

... کے اندر اندر ہو جانی چاہیئے

... اس میں اب صرف چند سال باقی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۸۲ء میں دعویٰ کیا اور ۱۹۰۸ء میں آپ فوت ہوئے۔ یہ ۲۶ سال کا عرصہ ہو گیا۔ ۲۶ سال کے بعد پھر ۵۱ سال اب تک کے ملائے جائیں۔ تو ۷۷ سال بن جاتے ہیں۔ اور اگر ہم یہ عرصہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے لیں۔ تو ۱۸۳۵ء میں آپ پیدا ہوئے۔ اور ۱۹۳۵ء میں آپ پر سو سال ہو گئے۔ ہمارا فرض تھا کہ ۱۹۳۵ء میں ہم ایک بہت بڑی جوبلی مناتے لیکن ہماری جماعت نے ۱۹۳۹ء میں خلافت جوبلی تو منائی۔ لیکن ۱۹۳۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صد سالہ جوبلی بھول گئی۔ اب بھی وقت ہے کہ جماعت اس طرف توجہ کرے ۱۰۰ سال کی جوبلی بڑی جوبلی ہوتی ہے۔ جب جماعت کو وہ دن دیکھنے کا موقع ملے تو اس کا فرض ہے کہ وہ یہ جوبلی منائے۔ اب تک انہوں نے ۷۷ سال کا عرصہ دیکھا ہے۔ اور ۲۳ سال کے بعد سو سال کا زمانہ پورا ہو جائے گا۔ اس وقت

جماعت کا فرض ہوگا

کہ ایک عظیم الشان جوبلی منائے۔ اس سو سال کے عرصہ میں سارے پاکستان کو خواہ وہ مغربی ہو یا مشرقی ہم نے احمدی بنانا ہے۔ اس کے بعد جو لوگ زندہ رہیں گے وہ انشاء اللہ وہ دن بھی دیکھیں گے جب ساری دنیا میں احمدی ہی احمدی ہوں گے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جو اس جماعت سے باہر ہیں وہ رفتہ رفتہ اس قدر کم ہو جائیں گے کہ ان کی حیثیت بالکل ادنےٰ اقوام کی سی ہو جائے گی۔ پس

ہمت سے آگے بڑھو

زیادہ سے زیادہ چندے لکھواؤ۔ اور جو لوگ آنریری سیکرٹری کے طور پر کام کر سکتے ہوں۔ وہ اپنے آپ کو آنریری سیکرٹری بنا لیں۔ اور شہر میں یا باہر جہاں کہیں جائیں وہاں احمدی سے مل کر یا غیر احمدی تو اثر قبول کریں۔ ان سے مل کر زیادہ سے زیادہ چندہ لینے کی کوشش کریں۔ تاکہ ہمارا چندہ جلدی جلدی بارہ لاکھ تک پہنچ جائے۔ اسی طرح نوجوانوں کو وقف زندگی کی تحریک کریں۔ یہ ایسا چھوٹا وقف ہے کہ پرائمری تک کے آدمی کو بھی ہم لے لیں گے ہم جو مرکز بنائیں گے اور پھر اسے قائم کریں گے۔ وہاں ہم ایک زیادہ تعلیم یافتہ شخص رکھیں گے۔ اور اس کے ساتھ پرائمری پاس شخص کو لگا دیں گے۔ اور تعلیم اردو میں دیں گے۔ اردو زبان میں حضرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کئی کتابیں

ہیں۔ مثلاً درثمین ہے۔ تحفہ گولڑویہ ہے سرمہ چشم آریہ ہے۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم ہے۔ ازالہ اوہام ہے۔ فتح اسلام ہے۔ وہ یہ کتابیں ان کو پڑھائیں گے میں نے دیکھا ہے کہ جو لوگ ان کتابوں کو پڑھ لیتے ہیں۔ وہ بڑے سے بڑے مولویوں کے اعتراضات کے ایسے جواب دے سکتے ہیں کہ وہ بول نہیں سکتے۔ اسی طرح ہم تفسیر صغیر پڑھائیں گے۔ پھر جب کچھ قابلیت بڑھ جائے تو وہ سیر روحانی پڑھیں۔ احمدیت۔ دعوۃ الامیر۔ تحفۃ الملوک اور تحفہ شہزادہ ویلز پڑھیں۔ ان ساری کتابوں کو پڑھ لیا جائے۔ تو عیسائیوں کا اور مسلمانوں میں سے غلط رستہ پر چلنے والے مولویوں کے اعتراضات کا بڑی عمدگی سے ازالہ کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح دیباچہ تفسیر القرآن ہے۔ اس کے متعلق تمام مبلغ لکھتے ہیں کہ اس کو ہم ہر وقت ساتھ رکھتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہم ہر علمی مجلس میں غالب آتے ہیں۔ ان سب کتابوں کو غور سے پڑھ لیا جائے تو

بڑی علمی قابلیت پیدا ہو سکتی ہے

اب تو یہاں پادری زیادہ تعداد میں نہیں زیادہ تر اپنے ممالک کو واپس چلے گئے ہیں۔ تھوڑے سے پادری موجود ہیں۔ جن کے لئے ان کتابوں سے بہت حد تک علم سیکھا جا سکتا ہے۔ یا ہندوستان جانے کا موقعہ ملے۔ تو وہاں پنڈت موجود ہیں۔ ان کے لئے سرمہ چشم آریہ اور چشمہ معرفت وغیرہ کتابیں ہیں۔ وہ پڑھ لی جائیں۔ تو انسان ان کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ باقی لوگوں کے لئے ہندوستان اور پاکستان میں ہیں دوسری کتابیں زیادہ مفید ہیں جیسے ازالہ اوہام ہے۔ توضیح مرام ہے فتح اسلام ہے۔ تحفہ گولڑویہ ہے یہ اردو میں پڑھ لی جائیں۔ تو تمام مولویوں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے یا سرمہ چشم آریہ چشمۂ معرفت کے ذریعہ ہندوستان میں جا کر پنڈتوں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے میں نے بعض کتابوں کا گورمکھی میں ترجمہ کروایا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ ان کتابوں کے متعلق سکھوں اور ہندوؤں کے بڑی کثرت سے خطوط آتے ہیں کہ ہم نے ان کو پڑھ کر یوں معلوم ہوا کہ

آسمانی نور ہمیں ملا ہے

ہمیں اور کتابیں بھجوائی جائیں۔ کیونکہ ان کے ذریعہ سے ہماری روحانی آنکھیں کھل گئی ہیں۔

سینتالیس سال کی عمر

(از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ)

مندرجہ بالا عنوان میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جس الہام کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ اس کے تعلق میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا ایک مفصل نوٹ گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکا ہے۔ محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل نے بھی اپنے ایک تازہ مکتوب بنام ایڈیٹر بدر میں اسی مضمون کی طرف چند مختصر مگر جامع الفاظ میں توجہ دلائی ہے۔ جسے آپ ہی کے الفاظ میں ذیل میں درج کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

"سینتالیس کی عمر انا للّٰہ وانا الیہ راجعون"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ وحی مندرجہ تذکرہ جو ۱۹۰۵ء میں ہوئی کئی اصحاب کبار و احباب جانثار کی ۴۷ سالہ عمر میں وفات سے پوری ہوتی آئی ہے۔

سب سے اول مولانا عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ اور اب سلسلہ کے مناظر و مبلغ جناب خادم صاحب بھی غیر متوقع طور پر اسی عمر میں فوت ہوئے۔　　　　اکمل"

مجلس خدام الاحمدیہ چارکوٹ (پونچھ کشمیر) کی مساعی

جماعت احمدیہ چارکوٹ ڈاک خانہ راجوری کے خدام نے اس ماہ قابل تعریف کام سر انجام دیا چنانچہ مقامی مدرسہ کی عمارت کی از سر نو تعمیر کے سلسلہ میں ہر مقامی خادم نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ خصوصاً جناب محمد شفیع صاحب سیکرٹری امور عامہ مقائد خدام الاحمدیہ چارکوٹ نے نہایت جانفشانی سے خود بھی کام کیا۔ اور دیگر جماعت کے دوستوں سے بھی کرایا۔ اور تقریباً ۱۸ دن متواتر روزانہ صبح سے لے کر شام تک کام کرتے رہے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے سکول کی بلڈنگ شاندار رنگ میں تعمیر ہو رہی ہے۔ غالباً ۱۹۵۳ء میں اس سکول کا معائنہ گورنمنٹ کے محکمہ تعلیم نے کرتے ہوئے اسے نامنظور کیا تھا۔ اور اب جو یہ نیا مکان بنایا گیا ہے محکمہ تعلیم کی طرف سے جو ہدایت تھی اسی طرح تیار کیا جا رہا ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے اس قابل ستائش کام کے علاوہ چارکوٹ کی غریب جماعت بفضلہ تعالےٰ دیگر دینی کاموں اور جماعتی چندہ جات میں بھی برابر حصہ لے رہی ہے۔

اسی طرح مقامی جماعت کی مستورات بھی باقاعدہ تنظیمی رنگ میں کام کر رہی ہیں اور چندہ مقامات مقدسہ لجنہ اماء اللہ مسجد ہالینڈ میں اپنی استطاعت کے مطابق حصہ لے رہی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کے اخلاص میں برکت ڈالے۔ آمین۔

خاکسار شیخ حمید اللہ مبلغ علاقہ پونچھ بمقام چارکوٹ

یوم المصلح الموعود

۲۰ / فروری

برادران ۲۰ / فروری ۱۸۸۶ء کا دن سلسلہ کی تاریخ میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس دن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ سے وحی پا کر واضح الفاظ میں وہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی تھی۔ جو پیشگوئی مصلح موعود سے تعلق رکھتی ہے جس کے مصداق سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ہیں۔

۲۰ / فروری کا دن قریب آ رہا ہے جماعتوں کے امراء اور صدر صاحبان کو ابھی سے یوم المصلح الموعود منانے کی تیاری کر دینی چاہیئے۔ اسی دن تمام جماعتوں میں جلسے کئے جائیں۔ اور حضرت مصلح موعود سے متعلق پیشگوئی کو بیان کیا جائے۔　ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے ایمان اور اخلاص میں روز افزوں زیادتی ہو رہی ہے

دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ قربانی اور اخلاص کے لاکھوں نمونے ہمیشہ جماعت میں پیدا کرتا رہے

جلسہ سالانہ ۵۷ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی افتتاحی تقریر

(نوٹ) بدر کی سابقہ اشاعت میں حضور کی افتتاحی تقریر ملخص دیا گیا تھا۔ اب ذیل میں الفضل سے اس تقریر کا مکمل متن پیش کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

تفسیر صغیر کے متعلق

مفصل باتیں تو انشاء اللہ کل ہی کی جائیں گی مگر چونکہ دوست اس سے ایک دو دن کی دوری بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اور انہوں نے شکایت کی ہے کہ تفسیر صغیر انہیں آج ہی کیوں نہیں دی گئی۔ اسلئے میں اس کی تقسیم کا انتظام کر دیتا ہوں۔ میں نے مولوی نورالحق صاحب کو اسباب کے لئے مقرر کر دیا ہے اور میں نے انہیں ہدایت دیدی ہے کہ جتنی جتنی جلدیں کسی جماعت نے مانگی ہیں ان کے علیحدہ علیحدہ بنڈل بنا کر تیار رکھیں۔ جماعتیں اپنا اپنا نمائندہ مقرر کر دیں اور وہ نمائندہ ان کے پاس جا کر اپنی جمع شدہ رقم کے مطابق تفسیر صغیر کی جلدیں ان سے حاصل کرے۔ پھر جماعتیں چاہیں تو اپنے افراد میں یہیں تقسیم کر دیں۔ اور چاہیں تو اپنے اپنے شہر میں واپس جا کر تقسیم کریں۔ بڑی درخواستوں میں سے کراچی کی درخواست ہے۔ اگر وہ آج ہی اپنا کوئی نمائندہ مقرر کر دیں۔ تو تفسیر صغیر انہیں آج ہی مل جائے گی۔ کراچی کے بعد ربوہ کی جماعت ہے۔ کچھ جلدیں تو مولوی محمد صدیق صاحب پہلے لے چکے ہیں۔ اور باقی اب مولوی نورالحق صاحب سے لے سکتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ پورا زور لگایا گیا ہے۔ لیکن چونکہ کتاب حجم میں زیادہ ہو گئی تھی۔ اس لئے وہ

پوری تعداد میں چھپ کر تیار نہیں ہوئی

اصل میں تو ہم نے پانچ ہزار جلدوں کا آرڈر دیا تھا۔ لیکن اب تک صرف تین ہزار کی تعداد ہی چھپ سکی ہے۔ بہرحال جتنی تعداد میں تفسیر صغیر تقسیم ہو سکی۔ وہ کر دیں گے۔ جلدی میں

کچھ غلطیاں بھی رہ گئی تھیں

ان کے لئے ہر جلد کے ساتھ غلط نامہ لگا دیا گیا ہے۔ بعد میں اگر کوئی زیادتی غلط نامہ میں ہوئی۔ تو اس کا بھی اعلان کر دیا جائے گا۔ وہ بھی دوست اس کے ساتھ لگا لیں۔ اس طرح دو تین ماہ میں کتاب مکمل ہو کر سب دوستوں تک پہنچ جائے گی۔ اور اسی تعداد میں پہنچ جائے گی جس تعداد میں دوستوں نے خواہش کی ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور کتاب بھی تیار ہے۔ میں نے پچھلے سال جلسہ سالانہ پر

تبویب مسند احمد بن حنبل

کا اعلان کیا تھا۔ اس کی ایک جلد چھپ کر آگئی ہے۔ جس کی قیمت چھ روپیہ فی نسخہ ہے۔ وہ کتاب بھی دوستوں کو مولوی نورالحق صاحب سے مل سکتی ہے۔ پھر ایک کتاب تاریخ احمدیت کی بھی چھپ چکی ہے اس کے متعلق مفصل طور پر تو میں کل بیان کروں گا۔ لیکن اگر کوئی دوست یہ کتاب لینی چاہتے ہوں تو وہ لے سکتے ہیں۔ اس کتاب کا نام "فسادات ۱۹۵۳ء کا پس منظر" ہے۔ جو ملک فضل حسین صاحب نے لکھی ہے۔ اس کی قیمت ایک روپیہ ہے۔

تاریخ احمدیت

کی ابھی اور جلدیں بھی چھپنی ہیں۔ میں نے اس کا اعلان آج سے پانچ سال قبل کیا تھا۔ مگر کچھ تو میری بیماری کی وجہ سے کچھ ملک فضل حسین صاحب کی بیماری کی وجہ سے اور کچھ ان لوگوں کی سستی کی وجہ سے جو اس کام پر مقرر کئے گئے تھے۔ اس میں دیر ہو گئی۔ اب اس کا ایک حصہ شائع ہوا ہے جس کا ذکر میں نے کر دیا ہے۔ لیکن

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصل تاریخ

۱۹۵۳ء سے نہیں بلکہ ۱۸۸۰ء سے شروع ہوتی ہے۔ اس کے متعلق سنا ہے کہ مولوی دوست محمد صاحب نے ایک کتاب تیار کی ہوئی ہے۔ جو جلدی شائع کر دی جائے گی۔ مگر اس کے بعد بھی یہ سلسلہ بڑھانا پڑے گا۔ ہمیں پہلے ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۴ء تک کی تاریخ کو لانا پڑے گا۔ ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وفات پائی اور ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور پیغامیت کا زور پڑا۔ پھر ۱۹۱۴ء سے ۱۹۳۱ء تک کی تاریخ کو لانا پڑے گا۔ کیونکہ ۱۹۳۱ء میں کشمیر موومنٹ ہوئی۔ اور اس میں احرار نے اپنا سارا زور لگایا بلکہ ۱۹۳۱ء ہی نہیں۔ اس حصہ کو ۱۹۳۴ء تک بڑھانا پڑے گا۔ جب احرار نے قادیان پر حملہ کیا اور تحریک جدید کا قیام عمل میں لایا گیا۔ پھر اسے ۱۹۳۴ء سے ۱۹۵۳ء تک لانا پڑے گا۔ تب کہیں

سلسلہ کی تاریخ

پوری ہوگی۔

بہرحال ملک فضل حسین صاحب نے باوجود بیماری کے جس قدر حصہ تیار کیا تھا وہ چھپ کر آگیا ہے۔ لیکن جو اعلان میں نے کیا تھا وہ تاریخ احمدیت کے متعلق تھا۔ تاریخ احرار کے متعلق نہیں تھا۔ اور جو حصہ اب چھپا ہے یہ صرف تاریخ احرار پر مشتمل ہے۔

پس تاریخ احمدیت اس کے علاوہ ہے۔ اور اس کا پہلا دور ۱۸۸۰ء سے شروع ہوتا ہے۔ جب براہین احمدیہ شائع ہوئی پھر ۱۸۹۱ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسیحیت کا دعویٰ کیا ہے تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے کفر کا فتویٰ لے لیا وہ سارے ہندوستان میں پھرے اور انہوں نے علماء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اکسایا۔ یہ سارے تاریخ احمدیت کے ہی حصے ہیں۔ ان کو چھوڑ کر صرف فسادات ۱۹۵۳ء کا پس منظر لے لینا میرے نزدیک اس مقصد کو ہرگز پورا نہیں کرتا جس کے لئے میں نے اس کتاب کا اعلان کیا تھا۔ اب یہ تاریخ بعد میں ٹکڑے ٹکڑے کر کے شائع کی جائے گی۔ ایک حصہ ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۴ء تک ہوگا۔ کیونکہ اس عرصہ میں سلسلہ کے اندر رخنہ اندازیاں شروع ہوئیں۔ اور

پیغامیت کی بنیاد

پڑنی شروع ہوئی جس کا اظہار ۱۹۱۴ء میں ہوا۔ دوسرا حصہ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۳۴ء تک کے حالات پر مشتمل ہوگا جس میں پیغامیت کو شکست ہوئی۔ احمدیت مضبوطی سے قائم ہوئی اور احرار نے بھی سر نکالنا شروع کیا۔ پھر ۱۹۳۴ء سے ۱۹۵۳ء آئے گا۔ یا صرف پارٹیشن تک اس جلد کو رکھا جائے گا۔ کیونکہ پارٹیشن میں بھی ہماری جماعت نے بہت کچھ خدمات ادا کی ہیں جن کا کافی ذخیرہ ہمارے پاس موجود ہے۔ پھر پارٹیشن سے لے کر اب تک جو خدمات سلسلہ نے کی ہیں۔ اور اسے جو ترقیات حاصل ہوئی ہیں۔ انہیں لیا جائے گا۔ تب کہیں تاریخ احمدیت مکمل ہوگی۔ اور چونکہ یہ لمبا کام ہے۔ اس لئے غالباً ۱۹۶۰ء تک مکمل ہو سکے گا۔

پہلا جلسہ سالانہ

۱۸۹۱ء میں ہوا تھا۔ اور براہین احمدیہ ۱۸۸۰ء میں شائع ہونا شروع ہوئی تھی۔ پس ۱۸۸۰ء سے لے کر ۱۹۶۰ء تک کے زمانہ کو مدنظر رکھتے ہوئے تاریخ احمدیت ۸۰ سال پر مشتمل ہے۔ مگر اسے محض ۱۹۵۳ء میں مقید کر دیا گیا ہے۔ بہرحال مجھے بتایا گیا ہے کہ پہلا حصہ مولوی دوست محمد صاحب مکمل کر چکے ہیں اور بعد کا جو حصہ ہے اسے بھی جلد مکمل کر لیا جائے گا۔ اس کے لئے ملک فضل حسین صاحب کو ہی یا اور کسی دوست کو مقرر کیا جائے گا۔

اب میں نے کتابوں کا ذکر کر دیا ہے "۱۹۵۳ء کے فسادات کا پس منظر" چھپ کر تیار ہے۔ اور یہ تاریخ احمدیت کی ایک کڑی ہے۔ تبویب مسند احمد بن حنبل کی ایک جلد بھی چھپ کر تیار ہو گئی ہے۔ اور اس میں ایسی اصلاحات مدنظر رکھی گئی ہیں کہ

مصر سے جو تبویب شائع ہوئی ہے

اور جس کے لئے سعودی عرب کی طرف سے دس ہزار پونڈ دیا گیا تھا۔ وہ بھی اس کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہے۔ ہماری اس کتاب کی قیمت چھ روپیہ ہے۔ اور غالباً یہ کام بیس جلدوں میں مکمل ہوگا۔ اور اس طرح پوری کتاب کی قیمت ۱۲۰/- روپیہ ہوگی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں مصر کی شائع شدہ تبویب مسند احمد بن حنبل کی قیمت بہت زیادہ ہے۔ اس کی ایک جلد کی قیمت تریباً پندرہ روپے ہے اور اس کی چودہ جلدیں ہیں۔ یہ کتاب ٹائپ میں چھپی ہے۔ اور اورینٹل ریلیجس اینڈ پبلشنگ کارپوریشن کے پریس میں شائع ہوئی ہے۔ اس تبویب میں

وہ ساری حدیثیں الگ کر دی گئی ہیں

جو امام احمد بن حنبل کے بعض کمزور شاگردوں نے ان کی مسند میں شامل کر دی تھیں۔ اسی طرح اگر کوئی حدیث کسی اور جگہ آگئی ہو مثلاً امام بخاری نے اس کا ذکر اپنی صحیح میں کر دیا ہو یا کسی اور کتاب میں وہ درج ہو تو اس کا حوالہ بھی دیدیا گیا ہے۔ غرض ہماری یہ کوشش مصری کوشش سے دس بیس گنا زیادہ فائدہ بخش ہے اور قیمت اس سے بہت کم ہے۔

اب میں دعا کر دیتا ہوں

کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس جلسہ کو مبارک کرے جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے

ہمارا پہلا جلسہ سالانہ ۱۸۹۱ء میں ہوا تھا اور اب ۱۹۵۷ء ہے۔ گویا ہمارا یہ جلسہ سڑسٹھواں جلسہ ہے۔ مگر الفضل کے اعلان میں اسے گیارھواں جلسہ سالانہ قرار دیا گیا ہے (الفضل ۱۳ر اکتوبر ۵۷ء) حالانکہ یہ گیارھواں نہیں بلکہ سڑسٹھواں جلسہ سالانہ ہے۔ ۵۶ سال کو اتنی جلدی اڑا دینا کوئی عقل کی بات نہیں۔ لوگ تو فخر کیا کرتے ہیں کہ ہمارے خاندان نے فلاں جگہ پر اتنے زیادہ عرصہ تک حکومت کی ہے۔ لیکن الفضل کے اعلان کی رو سے معیار عزت یہ ہے کہ ہم نے اتنے کم جلسے کئے ہیں۔ حالانکہ وہ زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتے تھے کہ قادیان کے جلسوں کو شامل کر کے اوپر موٹے حروف میں "۶۷واں جلسہ" لکھتے اور نیچے باریک قلم سے لکھ دیتے کہ پاکستان میں آکر یہ گیارھواں جلسہ سالانہ ہے۔ اس طرح دونوں تاریخیں بن جاتیں اور لوگوں کے ذہنوں میں قائم رہتیں۔ لیکن ۶۷ویں کو چھپکے سے اڑا دینا کسی عقل کے ماتحت نہیں۔ بہرحال

یہ جلسہ ۶۷واں جلسہ ہے

اور اگر بیعت کے اعلان کو لیا جائے۔ جو دسمبر ۱۸۸۸ء میں ہوا تھا۔ اور جس پر مارچ ۱۸۸۹ء میں پہلی بیعت ہوئی تو ہماری جماعت کے قیام پر ۶۹ سال گزر چکے ہیں۔ اس عرصہ میں ہم اتنی دشمنیوں سے گزرے ہیں کہ گویا ہم نے تلواروں کے نیچے اپنا سر رکھا۔ اور اس طرح ۶۹ سال گزار دیئے۔ اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ایمانوں میں روز افزوں زیادتی ہوئی اور ہوتی چلی جا رہی ہے۔ چنانچہ آج سے ایک سال قبل ایک احمدی میں جتنی طاقت تھی آج اس سے

دس گنا زیادہ طاقت

اس میں موجود ہے۔ اگر ایک سال پہلے ایک احمدی دو مخالفوں کا مقابلہ کر سکتا تھا تو آج ایک احمدی بیس مخالفوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ بلکہ اب تو ہماری عورتیں بھی ایسی ہیں جو مردوں سے زیادہ دلیر ہیں۔

ضلع جھنگ میں چند بھروانہ اور سنگلہ کے لوگ نئے احمدی ہوئے ہیں۔ وہاں کی ایک عورت یہاں آیا کرتی ہے۔ وہ جب بیعت کرنے کے لئے ربوہ آئی تو مہمان خانہ میں ٹھہری۔ رات کو اس کی بیٹی بھی آگئی۔ اس نے کہا اماں تو نے مجھے کس قبیلہ میں بیاہ دیا ہے وہ تو احمدیت کی بڑی سخت مخالفت کر رہے ہیں۔ میں بہتیری تبلیغ کرتی ہوں مگر وہ سنتے ہی نہیں۔ اس کی ماں کہنے لگی۔ بیٹی تو میری تکہ آجا اور اپنے باپ اور بھائیوں کا کھانا پکا۔ میں تیرے سسرال جاتی ہوں اور میں دیکھتی ہوں کہ وہ کس طرح مخالفت کرتے ہیں اور احمدیت کی تبلیغ نہیں سنتے۔ تو اب

ہماری عورتیں بھی ایسی ہیں

جو کہتی ہیں کہ ہم دیکھیں گے کہ لوگ ہماری تبلیغ کیسے نہیں سنتے۔

اس عورت کو پچھلے سال لجنہ اماء اللہ نے تقریر کرنے کے لئے کھڑا کر دیا۔ نئی احمدی ہے اور جوش زیادہ ہے۔ جوش میں آکر اس نے اردو میں تقریر شروع کر دی۔ تقریر اپنے لحاظ سے تو بہت عمدہ تھی لیکن چونکہ وہ اردو نہیں جانتی تھی۔ اس لئے لجنہ اماء اللہ کو اس سے التجا کرنی پڑی کہ بی بی تو پنجابی میں ہی تقریر کر ہم پنجابی سمجھ لیں گے۔

اس سال وہ

چند ماہ قبل ربوہ میں آئی

تو کالج چلی گئی۔ وہاں کوئی جلسہ ہو رہا تھا اور ایک بی۔ اے کی سٹوڈنٹ لڑکی تقریر کر رہی تھی۔ وہ لڑکی کچھ ہچکچا رہی تھی۔ یہ عورت اسے کہنے لگی۔ بیٹی تو ڈرتی کیوں ہے۔ دلیری سے تقریر کر۔ تو جس قوم کو خدا تعالیٰ نے ایسی بہادر عورتیں دی ہوئی ہوں اس کے مردوں کا مقابلہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔

مجھے یاد ہے کہ ۱۹۵۳ء کے فسادات کے دوران میں ضلع سیالکوٹ کی ایک عورت پیدل ربوہ پہنچی۔ اور اس نے ہمیں بتایا کہ ہمارا گاؤں دوسرے علاقہ سے کٹ چکا ہے۔ اور مخالفوں نے ہمارا پانی بند کر دیا ہے۔ اگر ہم پانی لینے جاتے ہیں تو وہ ہمیں مارتے ہیں۔ اس وقت ایک فوجی افسر یہاں رخصت پر آیا ہوا تھا اس کو میں نے ایک مقامی دوست کے ساتھ وہاں بھجوایا تا کہ وہ وہاں جا کر احمدیوں کی امداد کرے۔ اب دیکھو کتنی بڑی ہمت کی بات ہے کہ جہاں مرد قدم نہ رکھ سکے وہاں ایک عورت نے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ اس وقت مرد اپنے گھروں سے باہر نکلنے سے ڈرتے تھے۔ مگر وہ عورت سیالکوٹ سے پیدل سمبڑیال کی طرف گئی۔ وہاں سے گوجرانوالہ کی طرف آئی۔ اور پھر گوجرانوالہ سے کسی نہ کسی طرح یہاں پہنچی اور ہمیں جماعت کے حالات سے آگاہ کیا۔ اور ہم نے یہاں سے ان کی امداد کے لئے آدمی بھجوائے۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری عورتیں مردوں سے زیادہ دلیر ہیں۔ مجھے یاد ہے۔ ایک دفعہ قادیان میں غیر احمدی علماء نے جلسہ کیا۔ پولیس اور گورنمنٹ ان کی تائید میں تھی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اور احمدیوں کو برا بھلا کہا۔ اور پولیس نے بھی عوام کے ساتھ مل کر جماعت کے خلاف نعرے لگائے۔ جس کی وجہ سے مولوی ثناء اللہ صاحب اور بھی دلیر ہو گئے۔ قادیان کے قریب ہی ایک گاؤں بھینی بانگر ہے۔ اس جگہ کی ایک عورت وہاں سے گزری۔ اس نے گالیاں سنیں تو کھڑی ہو گئی اور پنجابی میں بلند آواز سے کہنے لگی "تیرے خاوند سے داڑھی منگیا تو مرزا صاحب نوں گالیاں کیوں دنیا ایں" کیونکہ اس وقت جماعت کو صبر کی تعلیم بار بار تلقین کی گئی تھی اس لئے جماعت کے جو دوست وہاں کھڑے تھے وہ اس عورت کے پیچھے پڑ گئے اور اسے کہنے لگے۔ بی بی تو نہ بول۔ بعد میں پولیس نے اس عورت کو دھکے دے کر باہر نکال دیا۔ مجھے پتہ لگا۔ تو میں نے جماعت پر بڑی خفگی کا اظہار کیا اور میں نے کہا تم نے بڑی کمینگی کی کہ تم مرد ہو کر چپ ہو گئے۔ تمہیں تو اس موقعہ پر

اپنی غیرت کا مظاہرہ

کرنا چاہیئے تھا۔ اور اس عورت پر کسی شخص کو ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے تھی۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے پرانے زمانہ سے ہی جماعت میں ایسی دلیر اور مخلص عورتیں موجود رہی ہیں۔ کسی زمانہ میں یہ نمونہ ابتدائی مسلمانوں میں پایا جاتا تھا۔ لیکن اب اس کا نمونہ احمدیت جو حقیقی اسلام ہے پیش کر رہی ہے۔ اس نمونہ کو یاد رکھتے ہوئے

اللہ تعالیٰ سے دعا کرو

کہ وہ ہمارے اندر ایسے لاکھوں نمونے پیدا کرے اور اب اگر جماعت لاکھوں کی ہے تو جلدی کروڑوں کی ہو جائے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اسے کروڑوں سے اربوں تک پہنچا دے اور خدا کرے کہ ہمارے رشد و اصلاح کے نتیجہ میں سارا پاکستان احمدیت کی تعلیم کو قبول کرے اور پھر خدا کرے کہ ہندوستان ہمارے رشد و اصلاح کا اثر قبول کرے۔ پھر انڈونیشیا اور ملایا قبول کریں۔ پھر شام مصر۔ ایران۔ عراق۔ ترکی۔ جرمنی اور امریکہ قبول کریں۔ اور ان سب کی آبادی اگر ملا لی جائے۔ تو وہ ایک ارب سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ پھر روس کو خدا تعالیٰ اسلام کے قبول کرنے کی توفیق دے۔ تو جماعت اربوں تک پہنچ جائے گی۔ صرف دوستوں کو اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر افسوس ہے کہ جماعت اس طرف پوری توجہ نہیں کرتی۔ ورنہ اگر سچائی پیش کی جائے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ لوگ اس کی طرف توجہ نہ کریں۔ کل ہی

ایک غیر احمدی کے تاثرات

الفضل (۲۵ر دسمبر ۵۷ء) میں شائع ہوئے ہیں جو اس نے میری کتاب "دعوۃ الامیر" کے متعلق شمس صاحب کو لکھے ہیں اس میں وہ غیر احمدی دوست لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے پڑھنے سے میری آنکھیں کھل گئیں اور میں سمجھتا ہوں کہ واقعی یہ ایک راہ دکھانے والی کتاب ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ یہ چیزیں لوگوں تک پہنچائی جائیں تو وہ متاثر نہ ہوں۔ صرف جماعت سستی کر رہی ہے۔ اگر آپ لوگوں میں سے ہر شخص یہ اقرار کرے کہ وہ اگلے سال کے ختم ہونے سے پہلے کم سے کم ایک سو آدمیوں کو

سلسلہ کا لٹریچر

پڑھا دے گا تو یہ کوئی مشکل امر نہیں اور نہ ہی اس پر کوئی خرچ ہوتا ہے۔ تم میں سے ہر شخص جو کوئی کتاب اپنے ساتھ لے جائے وہ کسی کو پڑھنے کے لئے دیدے۔ وہ پڑھ لے تو اس سے واپس لے کر کسی تیسرے شخص کو دیدے۔ سال میں ۳۶۰ دن ہوتے ہیں اگر تیسرے دن بھی کسی سے کتاب واپس لی جائے۔ تو ۳۶۰ دن میں ایک سو افراد کو سلسلہ کا لٹریچر پڑھایا جا سکتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی چار دن کے بعد بھی کتاب واپس دے۔ تب بھی سو سے زیادہ لوگوں کو سلسلہ کا لٹریچر پڑھایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ کتاب پڑھنے میں کسی کو تین دن لگیں گے۔ کسی کو چار دن لگیں گے اور کوئی شخص دو دن میں ہی کتاب ختم کر لیگا۔ اگر ایسا کیا جائے۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت جو جماعت دس لاکھ کے قریب ہے وہ دس کروڑ بن جائے گی

قادیان والوں کو

بھی میں نصیحت کرتا ہوں کہ ہمارے ادھر آجانے کی وجہ سے وہاں کی جماعت کی تعداد بہت کم ہو گئی ہے۔ گو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت کی تعداد وہاں اب بڑھ رہی ہے۔ لیکن اگر وہ کوشش کریں تو تھوڑے عرصہ میں ہی قادیان کا جلسہ سالانہ اس جلسہ سے بھی زیادہ شان سے ہو سکتا ہے۔ اگر ان کی کوشش سے ہندوستان میں لاکھ ڈیڑھ لاکھ احمدی ہو جائے جس میں سے ۶۰۔ ۷۰ ہزار آدمی وہاں جلسہ سالانہ پر آجائیں تو وہاں بھی اسی شان سے جلسہ کیا جا سکتا ہے۔ یہاں پچھلے سال جلسہ سالانہ پر آنے والوں کی تعداد ۶۰ ہزار سے زیادہ تھی۔ اس سال امید ہے کہ میری کل کی تقریر میں آنے والوں کی تعداد ۷۰ ہزار تک پہنچ جائے گی۔ قادیان میں سب سے زیادہ تعداد خلافت جوبلی کے موقعہ پر آئی تھی جو چالیس ہزار تھی۔ مگر دوسرے سالوں میں بھی بڑی تعداد میں لوگ شامل ہوتے رہے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ

خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب

جو اُن دنوں افسر جلسہ سالانہ تھے۔ بڑے

خوش خوش سیر سے پاس آئے اور کہنے لگے دیکھئے اللہ تعالیٰ نے کیا فضل کیا ہے۔ میں نے خوراک کی پرچیاں اور ریلوے کے ٹکٹ خوب گنوائے ہیں۔ اور اُن سے معلوم ہوا ہے کہ جلسہ سالانہ پر آنیوالوں کی تعداد ۱۲ ہزار کے قریب ہے۔ اور یہاں رات کو پہلے دن کی کارروائی میں شامل ہونے کے لئے جو صرف دعا تھی ہے ۲۴ ہزار افراد آگئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری جلسہ پر سات سو احمدی قادیان آئے تھے۔ اور حضرت خلیفہ اولؓ کے آخری جلسہ پر آنے والوں کی تعداد غالباً گیارہ بارہ سو تھی۔ اور اس تعداد پر اُس زمانہ میں بڑی خوشی کا اظہار کیا گیا تھا۔ لیکن

اب یہ حال ہے

کہ اس سال جب شروع شروع میں ۲۴ سو مہمانوں کے آنے کی اطلاع ملی۔ اور ابھی جلسہ سالانہ میں تین دن باقی تھے تو ہمارے ہاں بہت افسوس کیا گیا کہ اتنے کم آدمی آئے ہیں اور ابھی ربوہ کی گلیاں خالی نظر آرہی ہیں۔ آج جب آنے والوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی ہے تب لوگوں نے کہنا شروع کیا ہے کہ اب ربوہ کی گلیوں میں رونق معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جب تک مہمانوں کی تعداد ۲۳ سو تک تھی عام طور پر یہ کہا جاتا تھا کہ ربوہ کی گلیاں خالی نظر آتی ہیں۔ آج یہاں کے لوگوں سے رہا ہے کہ ربوہ کی گلیوں میں مہمان نظر آتے ہیں۔ کل اور پرسوں یہ تعداد انشاء اللہ اور بھی بڑھ جائے گی۔ تو دیکھو اللہ تعالیٰ نے کس قدر فضل جماعت پر کیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں

آخری جلسہ سالانہ

پر جب سات سو احمدی آئے تو مجھے یاد ہے انتظام اتنا کمزور تھا اور روپیہ کی اتنی کمی تھی۔ کہ لنگر خانہ میں جو کھانا پکایا گیا وہ بہت کم لوگوں کو کفایت کر سکا اور اکثر مہمان بھوکے رہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا کہ یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر (تذکرہ ۷۳۴) کہ اے نبی وہ لوگ جو بھوکے ہیں اور شدت بھوک کی وجہ سے تکلیف پا رہے ہیں۔ تو انہیں کھانا کھلا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور دیگیں پکوائیں اور ان کو کھانا کھلایا تو اس وقت جماعت کی مالی حالت ایسی کمزور تھی۔ کہ سات سو افراد کے کھانے کا انتظام بھی پورے طور پر نہیں کیا جا سکا تھا۔ اور اب

۷۰ ہزار افراد کا انتظام

بھی بڑے آرام سے چل رہا ہے۔ ہاں بعض اوقات ایسا ہو جاتا ہے کہ مہمان اگر دیر سے پہنچیں تو ان کو نئے سرے سے کھانا تیار کر کے بھیجنے میں کچھ دیر لگ جاتی ہے لیکن کجا ستر ہزار اور کجا سات سو۔ جب سات سو مہمان جلسہ سالانہ پر آئے۔ تو اس وقت تو یہ حالت تھی کہ خدا تعالیٰ کو الہام کرنا پڑا کہ اسے نبی بھوکوں اور تکلیف زدوں کو کھانا کھلا۔ چنانچہ آپ نے نئی دیگیں پکوائیں اور مہمانوں کو کھانا کھلایا۔ لیکن اب ہم اس سے سو گنا زیادہ افراد کو بہت زیادہ آسانی اور آرام سے کھانا کھلا رہے ہیں۔

مجھے یاد ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۹۰۷ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر باہر سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ تو جلسہ پر آنے والے مہمان بھی آپ کے ساتھ چل پڑے۔ رستہ میں لوگوں کے پاؤں کی ٹھوکریں لگنے کی وجہ سے آپ کی جوتی بار بار اُتر جاتی اور کوئی مخلص آگے بڑھ کر آپ کو جوتی پہنا دیتا۔ جب بار بار ایسا ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہو گئے۔ اور آپؑ نے فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب ہماری زندگی ختم ہونے کے قریب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کی جو ترقی مقدر کی ہے وہ اس نے ہمیں دکھا دی ہے۔ اب کجا یہ کہ سات سو احمدی جلسہ سالانہ پر آئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیال کیا کہ اب ہماری جماعت کی ترقی اپنی انتہا کو پہنچ گئی ہے اور ہمارا کام ختم ہو گیا ہے اور کجا یہ کہ اب جلسہ سالانہ پر ستر ہزار آدمی آ جاتا ہے۔ گویا

ہماری جماعت کی تعداد

اس زمانہ کی تعداد سے سو گنا بڑھ گئی ہاں یہ ضرور ہے کہ لوگوں کو ایک بات سے غلطی لگی ہے اور وہ یہ کہ مفتی محمد صادق صاحب لعبق وغیرہ جماعت کی تعداد کے متعلق ایک اندازہ لگا بیٹھے اور اعلان کر دیتے کہ اب جماعت کی تعداد اتنے لاکھ ہو گئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگر اب ہم اپنی تعداد دس لاکھ بتاتے ہیں تو مخالف کہتے ہیں کہ تمہاری تعداد گر رہی ہے۔ تم تو آج سے کئی سال پہلے دس لاکھ سے بھی اوپر تھے۔ لیکن جلسہ سالانہ پر آنے والوں کی تعداد سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہماری تعداد کم نہیں ہوئی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ جماعت کی تعداد کا غلط اندازہ لگانا ایک وقت پر باعث تکلیف ہو جاتا ہے۔ جب میں پہلی دفعہ

۱۹۲۴ء میں ولایت گیا

تو وہاں کے ایک اخبار نے میری آمد کی خبر شائع کرتے ہوئے لکھا کہ یہاں ہندوستان کے بیس کروڑ لوگوں کا لیڈر آیا ہے۔ میں نے اسے لکھا کہ بیس کروڑ نہ لکھو دو لاکھ لکھو۔ چنانچہ اس نے تردید کر دی۔ لیکن پہلی دفعہ اُس نے ہندوستان کے سب ہندوؤں سکھوں عیسائیوں اور مسلمانوں کو ملا کر مجھے بیس کروڑ کا لیڈر بنا دیا تھا۔ میں نے کہا میں تو صرف احمدیوں کا سردار ہوں باقی مسلمانوں کا نہیں اور احمدیوں کی تعداد ۲۰ کروڑ نہیں۔ بلکہ بیس کروڑ تو عیسائیوں کے نزدیک کل دُنیا کے مسلمان ہیں گو مسلمان مصنف مسلمانوں کی تعداد چالیس کروڑ بتاتے ہیں۔ درحقیقت اب ہماری تعداد پاکستان اور ہندوستان میں دس لاکھ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے روز بروز بڑھ رہی ہے

بہرحال دعائیں کرو

کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمانوں کو بڑھاتا جائے اور غیر احمدیوں کے دلوں کو کھولے۔ اور بجائے اس کے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دیں اور آپؑ کی ہتک کریں وہ آپؑ کی تعریف کرنے لگ جائیں اور ان کو پتہ لگ جائے کہ اس زمانہ میں یورپ اور ایشیا بلکہ ساری دنیا کی نجات حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے مقدر ہے۔ جو اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو پھیلانے کے لئے دنیا میں مبعوث ہوئے ہیں۔

میں نے ایک

خواب دیکھا تھا

جو میں نے اس سال انصار اللہ کے اجتماع میں دوستوں کو سنا دیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ زمینداروں کا ایک بہت بڑا گروہ ہے وہ زمیندار ایسے ہیں۔ جو مربعوں کے مالک ہیں۔ وہ راجہ علی محمد صاحب کے پاس آئے اور ان سے انہوں نے مصافحہ کیا۔ اور پھر ایک طرف چلے گئے۔ میں ان کو دیکھ کر کہتا ہوں کہ اب خدا تعالیٰ چاہے گا۔ تو یہ ۶ ہزار ہو جائیں گے اور ان میں سے ہر شخص اگر سال میں ایک ایک سو روپیہ بھی مساجد کے لئے دے۔ تو ۶۰ لاکھ روپیہ ہو جائے گا۔ اور ۶۰ لاکھ سے ۲۰ مساجد بن سکتی ہیں۔ (الفضل ۷ نومبر ۱۹۵۷ء) اس وقت صدر انجمن احمدیہ کا کل بجٹ بارہ لاکھ ہے۔ لیکن

اس خواب سے پتہ لگتا ہے

کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ دن جلد آنے والا ہے۔ جب ہمارا چندہ ساٹھ لاکھ ہو جائے گا۔ اور اگر صدر انجمن احمدیہ کے بجٹ کے ساتھ تحریک جدید کے بجٹ کو بھی ملا لیا جائے تو جماعت کا کل بجٹ ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر ایسا ہو جائے تو بہاولپور اور خیرپور کی آمد سے بھی ہمارا سالانہ بجٹ بڑھ جائے گا۔ اور اگر خدا تعالیٰ نے مزید ترقی دی تو پاکستان کی آمد سے بھی صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کی آمد زیادہ ہو جائے گی۔ بلکہ ہم تو اس امید میں ہیں کہ امریکہ روس۔ انگلینڈ۔ جرمنی اور فرانس کی آمد کو اگر ملا لیا جائے تب بھی صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کی آمد اس سے زیادہ ہو تاکہ یورپ اور امریکہ میں ہم

پانچ چھ ہزار مساجد

سالانہ تعمیر کر سکیں۔

اب میں دعا کر دیتا ہوں کہ جو لوگ جلسہ سالانہ پر آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں بڑی بڑی برکتوں کا وارث بنائے اور جو پیچھے گھروں میں رہ گئے ہیں۔ اور جلسہ پر نہیں آسکے۔ خدا تعالیٰ ان پر بھی بڑی بڑی برکتیں نازل کرے اور جو لوگ یہاں آنے والوں کی خدمت کر رہے ہیں اُن پر بھی خدا تعالیٰ بڑی بڑی برکتیں نازل کرے۔ اس دفعہ موسم کچھ ٹھیک نہیں رہا۔ اس لئے میری طبیعت بھی خراب رہی۔ موسم بڑی جلدی جلدی بدلتا رہا ہے۔ اور اس تبدیلی کی وجہ سے سارے پنجاب پر اثر پڑ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے

کہ موسم کی خرابی کی وجہ سے جو وبائیں پھیلی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہاں آنے والوں کو ان وباؤں سے پوری طرح محفوظ رکھے اور اس سردی میں جو بچے اور نوجوان خدمت کر رہے ہیں۔ ان کو بھی ہر قسم کی وباؤں سے پوری طرح بچائے۔ اور جب جلسہ پر آنے والے واپس جائیں تو جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبہ میں بیان کیا تھا خدا کرے کہ وہ فرشتے نظر آئیں اور دنیا میں دس لاکھ احمدی نہ ہوں بلکہ دس لاکھ فرشتہ ہو۔ اور تمہیں پتہ ہے کہ احد کے موقع پر صرف ایک فرشتہ نظر آیا تھا۔

(روح المعانی جلد ا صفحہ ۶۶۲)

مگر اس ایک فرشتہ نے ہی تین ہزار کفار کو بھگا دیا تھا۔ اگر تم سب لوگ فرشتے بن جاؤ۔ تو تمہاری طاقت اتنی بڑھ جائے گی کہ تم میں سے ہر احمدی تین تین ہزار غیر احمدیوں کا مقابلہ کر سکے۔

(اس کے بعد حضور نے حاضرین سمیت لمبی دعا فرمائی)

ولادت۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میری چھوٹی ہمشیرہ کو پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جمیل احمد نام تجویز فرمایا

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الاسدی رضی کی تصانیف اور آپ کا کام

(از مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل ہائی کورٹ یادگیر)

خدا تعالیٰ کے کیسا مور کے ذریعہ جو روحانی انسان دنیا میں اُس کے فیض سے فیض یافتہ ہو کر تیار کئے جاتے ہیں اس کی ایک مثال حضرت عرفانی الاسدی صاحب رضی کا وجود تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیض کی برکت سے آپ کے اندر قرآن کا عشق اور دینی خدمات کا ایک اعلیٰ جذبہ پیدا ہوا کہ آپ اپنا آخری گھڑیوں تک اسی نشہ میں سرشار رہ کر رضائے الٰہی کا مرتبہ پا گئے۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔

حضرت عرفانی صاحب رضی کے کام بے شمار اور رہتی دنیا تک یادگار ہیں جن میں سے آپ کے بعض خصوصی کام تفصیلی طور پر درج ذیل ہیں:-

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذیل کے شعر میں جس جذبہ خدمت قرآن کا ذکر ہے حضرت عرفانی صاحب رضی نے ہمیشہ اس کو اپنے سامنے رکھ کر اس شعر کو اپنی تحریرات میں کثرت کیساتھ استعمال فرمایا اور عملی طور پر اس کے پابند رہے ہے

اے عزیز بے خبر بہ خدمت قرآں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

چنانچہ "ادارہ حقائق معارف قرآنیہ" کے نام سے خود حضرت عرفانی صاحب رضی نے حسب ذیل کتب تصنیف تالیف شائع فرمائیں جن کے لئے مسلسل کئی سال شب و روز محنت فرمائی اور آخری عمر میں اس امر کی پرواہ نہ کی کہ وہ بوڑھے ہو چکے ہیں یا بیمار رہتے ہیں یا ان کتب کے سامان مہیا نہیں ہیں۔ جونہی کسی کتاب کی اشاعت کا سامان مہیا ہو جاتا آپ فوراً بلا تاخیر ضروری اس کی تصنیف فرماتے اور کم از کم بار اول کی اشاعت اسکو پانچ سو کی تعداد میں فوراً شائع فرماتے۔ اور اگر کسی کتاب کی اشاعت کا سامان نہیں بھی ہوتا تو جونہی اُن کے دل میں کسی کتاب کی تصنیف یا تالیف کا پیدا ہو جاتا اسکو پورا کر لیتے۔ جیسے جیسے کاغذ اور اشاعت کے اخراجات آتے جاتے وہ اس کو شائع فرما دیتے اور یہ بھی حضرت عرفانی صاحب رضی کی شرع سے عادت تھی کہ وہ علاوہ عمومی تحریکات کے خصوصی تحریک کے رنگ میں دوستوں کسی بے تکلف دوست یا عزیز یا عقیدتمند کے فرد کو جو مخیر ہوتا یا خدمت دین کا جذبہ رکھتا یا اس کے دل میں اشاعت معارف قرآن کی تڑپ ہوتی تحریک فرماتے بلکہ جو اس خدمت کے لئے آگے آیا اُس کا ذکر مختلف تصانیف میں حضرت عرفانی صاحب رضی نے فرما دیا اور بعض دفعہ اسکی امداد کی بھی صراحت کی ہے۔

پچھلے ۲۵ سال سے حضرت عرفانی صاحب رضی کا کام حیدر آباد و سکندر آباد دکن میں تھا کیونکہ وہ سکندر آباد ہی میں مقیم تھے۔ اس لئے

اوّلاً یہاں کے کاتبوں کا نام جنہوں نے حیات احمد یا سیرۃ یا سلسلہ کی دوسری کتب لکھیں اور جن کا کام حضرت عرفانی صاحب رضی کے ذریعہ انجام پایا لکھتا ہوں تا وہ آئندہ سلسلہ کے ریکارڈ میں رہ سکیں۔ اس میں سب سے زیادہ کتابت کا کام محمد جعفر صاحب کاتب سکنہ چیتی میاں بازار حیدر آباد نے انجام دیا ہے وہ اب بھی سلسلہ کا زیادہ کام کرتے ہیں اور یہ غیر احمدی ہیں احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں احمدیت سے منسلک کر دے)

کاتبوں کے نام۔ (۱) محمد جعفر کاتب (۲) ولی الدین کاتب (۳) فخر الدین کاتب (۴) عبد الکریم کاتب (۵) ست نرائن کاتب (۶) امیر خاں کاتب (۷) عبد الرؤف کاتب (۸) عبد الحفیظ کاتب۔

وہ مطابع جن میں یہ کتابیں چھپتی رہیں اُن کے نام درج ذیل ہیں۔

مطابع کے نام۔ (۱) دستگیری پریس حیدر آباد دکن (۲) محمودیہ مشین پریس حیدر آباد دکن (۳) رفیق مشن پریس حیدر آباد (۴) اسلامی پریس حیدر آباد (۵) اشوک پرنٹنگ پریس حیدر آباد (۶) استقلال پریس حیدر آباد (۷) نامی پریس حیدر آباد (۸) مکتبہ ابراہیمیہ پریس حیدر آباد دکن (۹) نظام دکن پریس حیدر آباد دکن۔ (۱۰) تاج پریس حیدر آباد دکن۔

اُن معاونین میں سے بعض خصوصی معاونین کے نام جنہوں نے حضرت عرفانی صاحب رضی کی تصانیف میں امداد دی۔

معاونین کے نام۔ ۱۔ حضرت سیٹھ عبد اللہ الٰہ دین صاحب معہ خاندان (۲) سیٹھ یوسف الٰہ دین صاحب و سیٹھ علی محمد صاحب و حافظ صالح محمد صاحب و مسیح الدین الٰہ دین و بشیر الدین صاحب الٰہ دین وغیرھم۔

(۳) شیخ داؤد علی صاحب عرفانی فرزند حضرت عرفانی صاحب رضی وارنگل۔

۴۔ سیٹھ شیخ حسن صاحب احمدی یادگیر اور اُن کا خاندان خصوصاً سیٹھ محمد غوث [illegible] صاحب احمدی یادگیر۔

۵۔ محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل ہائی کورٹ یادگیر (عاجز راقم)

۶۔ مکرم غلام قادر صاحب شرقی سکندر آباد دکن معہ خاندان۔

۷۔ مکرم سید حسن صاحب کاکی گوڑہ معہ خاندان۔

۸۔ مولوی محمد عثمان صاحب والد محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی حیدر آباد۔

۹۔ مکرم محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی ایل۔ ایل۔ بی حیدر آباد دکن۔

۱۰۔ سیٹھ محمد حسین صاحب چنت کنٹہ اور ان کے لڑکے سیٹھ معین الدین صاحب چنت کنٹہ۔

۱۱۔ دیگر معاونین جنکا ذکر تصانیف میں موجود ہے۔

وہ قارئین خود مطالعہ فرما سکتے ہیں

(۲) اخبار الحکم قادیان کے تو حضرت عرفانی الاسدی رضی مؤسس و ایڈیٹر اول تھے جس کا آغاز ۱۸۹۷ء سے ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الحکم کو سلسلہ کی خدمت کے اعتبار سے ایک بازو قرار دیا تھا اور ۱۹۵۰ء تک اس اخبار کی (۵۷) ستاون جلدیں مکمل ہوئیں اور یوں ساٹھ برس مسلسل خدمت کا مرتبہ ملا۔ خود یہ بڑا عظیم الشان کام ہے جس کے اعتبار سے آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سب سے پہلے اخبار نویس کہلائے مگر اس کے ساتھ ساتھ آپ کو دوسرے رنگ میں جو دین کی خدمت اور اشاعت کی تڑپ تھی اس کا ذکر خود حضرت عرفانی صاحب رضی اپنی کتاب اسرار القرآن فی القرآن ص۲۹ پر فرماتے ہیں:

"الحکم کے ساتھ ہی مجھے دو باتوں کا زبردست جوش پیدا ایک حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات کی اشاعت اور آپ کے پرانے مضامین و مکتوبات کی حفاظت دوسرے قرآن مجید کے دقائق و معارف کے لئے دلچسپی پیدا کرنا۔ چنانچہ الحکم سب سے پہلا اخبار ہے جس نے قرآن مجید کے درس کے تفسیری نوٹ جو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رض نے فرمائے تھے شائع کرنے شروع کئے پھر اسی سلسلہ میں سورہ بقرکی پوری تفسیر اور ترجمۃ القرآن کے رنگ میں تقریباً دس پاروں کا ترجمہ اور نوٹ شائع کر دیئے۔"
(اسرار القرآن ص۲۹)

۳۔ ترجمۃ القرآن اور اسکی تفصیل

(۱) ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۵ بنی اسرائیل سے سورہ کہف تک۔ کل صفحات ۱۰۴ تاریخ اشاعت ستمبر ۱۹۱۱ء۔ شائع شدہ مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان۔

(۲) ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۶ سورہ مریم سے طٰہٰ تک۔ کل صفحات ۱۲۳۔ تاریخ اشاعت ۱۹۱۱ء۔ شائع شدہ مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان۔

نوٹ:- عہد خلافت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ میں یہ پہلا پارہ شائع ہوا۔

(۳) ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۷ سورہ انبیاء سے سورہ حج تک۔ کل صفحات ۹۲۔ ہندوستان اسٹیم پریس لاہور۔

(۴) ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۳۰ سورہ نبا سے والناس تک۔ کل صفحات ۱۲۰ . . .

(۵) ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۲۹ سورہ ملک سے مرسلات تک۔ کل صفحات ۸۰

(۶) ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۲۴ زمر سے حٰم السجدہ تک۔ تاریخ اشاعت ۲۷ر دسمبر تک ۱۹۰۸ء

(۷) ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۲۴ . . . .

(۸) ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۲۵ سورہ شوریٰ سے جاثیہ تک۔ صفحات [illegible]

(۹) ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۲۶ سورہ احقاف سے ذاریات تک صفحات [illegible]۔ تاریخ اشاعت ۵ر دسمبر ۱۹۱۱ء مطبوعہ انوار احمدیہ پریس قادیان۔

(۱۰) ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۲۷ سورہ محمد و فتح سے سورہ تحریم تک۔ کل صفحات [illegible]

شدہ نومبر ۱۹۰۹ء۔ دیپک راجپوت پرنٹنگ پریس لاہور
گویا تفسیر القرآن پارہ اول و تفسیر القرآن پارہ دوم اور پارہ ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ اور پارہ ۲۲ سے پارہ ۳۰ تک۔ مکمل ترجمہ مع آخری تفسیر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے نوٹوں سے مرتب کر کے شائع فرمائے۔

۴۔ حقائق و معارف قرآن کے کام

حضرت عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ اپنی کتاب اسرار القرآن کے صفحہ ۲۹۲ پر لکھتے ہیں کہ:۔
"ترجمۃ القرآن کے کام کو جب میں جاری نہ رکھ سکا تو میں نے قرآن مجید کی فہم کے لئے ایک دوسرا طریق اختیار کیا کہ اس سلسلہ میں چھوٹے چھوٹے رسالے شائع کروں۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں حسب ذیل کتابیں شائع ہوئیں"
ان کی تفصیل ملاحظہ ہو۔
حضرت عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ یہ لکھا ہے کہ قیامت کے روز میں علاوہ دوسرے نیک کاموں کے اس خدمت قرآن کو بھی خدا کے حضور پیش کر کے اپنی مغفرت کا طلبگار ہوں گا اور حضور کا ذیل کا شعر کہ سے
اے بخیر بخدمت قرآں کمر ببند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند
یہ تو آپ اپنی ہر تصنیف یا تالیف پر ضرور لکھتے تھے۔

ادارہ حقائق معارف قرآنیہ کی طرف سے شائع شدہ کتب

(نوٹ) اس ادارہ کو اکیلے حضرت عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ ہی چلاتے تھے۔ (اسماعیل)
کتب کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔
(۱) اسماء الحسنیٰ کل صفحات ۱۰۲ تعداد ۱۰۰۰ بار اول۔ مطبوعہ انوار احمدیہ پریس قادیان
نوٹ۔ سکندرآباد سے یہ کتاب بار دوم بھی چھپی ہے۔
(۲) مقطعات قرآنی کی فلاسفی۔ کل صفحات مطبوعہ ... تاریخ اشاعت
(۳) اسرار القرآن فی القرآن کل صفحات ۲۹۶ بار اول تعداد ۵۰۰ تاریخ اشاعت ۲۰ ستمبر ۱۹۴۷ء
(۴) قرآنی دعاؤں کے اسرار کل صفحات ۲۳۸ بار اول تعداد (۵۰۰) تاریخ اشاعت ۳۰ جون ۱۹۴۸ء
(۵) البیان فی اسلوب القرآن کل صفحات ۳۲۸ بار اول تعداد (۵۰۰) ۲۰ر اکتوبر ۱۹۴۹ء
(۶) اعجاز القرآن باثبات باالقرآن صفحہ ۳۲

بار اول تعداد (۵۰۰) ۲۵ر اکتوبر ۱۹۴۹ء
(۷) کتاب الصیام صفحہ ۳۰ بار اول تعداد ۵۰۰ تاریخ اشاعت ۳۰ مئی ۱۹۵۰ء
(۸) کتاب الحج صفحہ ۲۹۶ بار اول تعداد ۵۰۰ تاریخ اشاعت نومبر ۱۹۵۰ء
(۹) کتاب الزکوٰۃ صفحہ ۲۷۲ بار اول تعداد ۵۰۰ تاریخ اشاعت ۲۵ر مارچ ۱۹۵۱ء
(۱۰) کتاب الاداب حصہ اول صفحہ ۲۴۴ بار اول تعداد ۵۰۰ تاریخ اشاعت یکم نومبر ۱۹۵۱ء
نوٹ:۔ ارکان اسلام کی فلاسفی کے سلسلہ میں "حقیقت نماز" پر ایک کتاب حضرت عرفانی صاحب نے مئی ۱۹۰۷ء میں شائع فرمائی تھی۔
(۱۱) احکام القرآن حصہ اول صفحہ ۲۵۲ تعداد ۵۰۰ بار اول تاریخ اشاعت ۱۵ر مارچ ۱۹۵۲ء
(۱۲) امثال القرآن صفحہ ۱۷۶ تعداد ۵۰۰ بار اول تاریخ اشاعت ۹ر جون ۱۹۵۲ء
(۱۳) احکام القرآن حصہ دوم صفحہ ۱۶۶ بار اول تعداد ۵۰۰ تاریخ اشاعت نومبر ۱۹۵۲ء
(۱۴) حکمۃ الرحمان فی آیات القرآن صفحہ ۱۱۶ تعداد ۵۰۰ بار اول تاریخ اشاعت ۱۵ر جنوری ۱۹۵۳ء
(۱۵) تاریخ القرآن صفحہ ۱۷۷ تعداد ۵۰۰ بار اول تاریخ اشاعت ۵ر اگست ۱۹۵۳ء
(۱۶) تفہیم القرآن صفحہ ۱۷۶ تعداد ۵۰۰ بار اول تاریخ اشاعت یکم جنوری ۱۹۵۵ء

(۵) دوسری کتب کی تفصیل جو حضرت عرفانی الاسدی صاحب رضی اللہ عنہ نے شائع فرمائیں

(۱) رحمۃ اللعالمین فی کتاب مبین حصہ اول۔ صفحہ ۳۲۰ تعداد ۵۰۰ تاریخ اشاعت ۳۰ر مئی ۱۹۵۰ء
(۲) رحمۃ اللعالمین فی کتاب مبین حصہ دوم صفحہ ۳۳۴ تعداد ۵۰۰ تاریخ اشاعت نومبر ۱۹۵۰ء
(۳) نادر و نایاب تحریریں صفحہ ۱۳۶ بار اول تعداد ۵۰۰۔ تاریخ اشاعت ۱۵ر نومبر ۱۹۵۳ء
(۴) الاعمال والعقائد کے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے خطبات کا مجموعہ۔ مرتبہ حضرت عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ الاسدی
نوٹ:۔ یہ کتاب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب نے شائع فرمائی۔
(۵) حیات حسن رضی اللہ عنہ۔ حالات زندگی حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب احمدی یادگیر صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرتبہ حضرت عرفانی صاحب شائع کردہ اولاد سیٹھ صاحب یادگیر
(۶) سیرۃ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا

حصہ اول صفحہ ۲۶۴ تعداد ۳۰۰ بار اول تاریخ اشاعت یکم دسمبر ۱۹۲۳ء مطبوعہ انتظامی پریس حیدرآباد۔
(۷) سیرۃ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا حصہ دوم صفحہ ۳۴۴ تعداد ۳۰۰ بار اول تاریخ اشاعت ۲۵ر فروری ۱۹۴۵ء
(۸) رپورٹ جلسہ سالانہ قادیان ۱۸۹۷ء
(۹) الانذار (۱۰) اصلاح النظر۔
(۱۱) سلک مروارید حصہ اول۔
(۱۲) سلک مروارید حصہ دوم۔
(۱۳) خطبات کرشنیہ۔
(۱۴) آئینہ حق نما بجواب الہامات مرزا کل صفحات ۲۴۳ تاریخ اشاعت ۱۹۱۲ء بار اول تعداد ایک ہزار (۱۰۰۰)
(۱۵) جانِ پدر کل ۴۷ خطوط۔ حضرت عرفانی الاسدی رضی اللہ عنہ صاحب کے خطوط جو آپ نے اپنے بیٹے مکرم محمود احمد صاحب عرفانی مجاہد مصر کے نام لکھے تھے۔

(۱۶) قرآن کریم اور اس کی اعجازی قوت۔ حضرت عرفانی صاحب کا لیکچر فرید پور۔ تاریخ اشاعت ۲۹ر مئی ۱۹۰۹ء انوار احمدیہ مشین پریس قادیان۔
(۱۷) خطابات عرفانی یعنی سیاحت یورپ و بلاد اسلامیہ کے حالات
(۱۸) اشتہارات و الہامات معہ رسالہ الوصیت ۱۹۰۵ء تاریخ اشاعت ۴ر مارچ ۱۹۰۹ء کل صفحات ا تا ۴۳
نوٹ:۔ اس کے ۵ نمبر شائع ہو چکے ہیں۔ یہ کام حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ کی خواہش پر آپ نے انجام دیا تھا۔
(۱۹) ارمغان عرفانی فی حیاۃ عثمانی کل صفحات ۴۸ نواب میر عثمان علی خان بہادر نظام دکن کی سلور جوبلی پر دکن بلا شائع کی تاریخ و دیگر کاموں کی تفصیل ہے مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر رسالہ رحمٰنی۔
(۲۰) مجاہد المسیح۔ شائع کردہ حضرت عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ۔
(۲۱) الحیات ناصر مصنفہ حضرت عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ ترتیب مطبوعہ دسمبر ۱۹۲۴ء
(۲۲) واقعہ ناگزیر مطبوعہ نومبر ۱۸۹۸ء انوار احمدیہ قادیان۔
(۲۳) حقیقت نماز مطبوعہ مئی ۱۹۰۷ء (اس کا ذکر اس سے قبل کیا گیا ہے۔) (۲۴) ذکر حبیب تقریر جلسہ سالانہ قادیان کل صفحات ۴۸ تعداد (۲۵۰) بار اول تاریخ اشاعت ۲۷ر دسمبر ۱۹۵۰ء اشوک پرنٹنگ پریس حیدرآباد۔ تعداد (۱۲۵) ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۱ء (نوٹ) یہ تقریر مکرم محمد عبد اللہ صاحب بی ایس سی نے جلسہ پر پڑھ کر سنائی تھی) (۲۶) ذکر حبیب تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۵۲ء کل صفحات ۲۴ ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۲ء (۲۷) خلافت محمود و مصلح موعود ......

خدمت دین کا سنہری موقعہ

"یہی وقت خدمتگذاری کا ہے پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسے کے برابر نہیں ہوگا۔" (ارشاد سیدنا حضرت مسیح موعود)

اس وقت جماعت احمدیہ خاص حالات اور غیر معمولی دور میں سے گذر رہی ہے مشکلات اور تکالیف کا یہ دور ہمیں مسلسل غیر معمولی قربانیوں کی دعوت دے رہا ہے اور یہی وقت ہے کہ جماعت کا ہر فرد مالی قربانیوں میں حصہ لے کر اپنے ایمان و اخلاص کا عملی ثبوت دے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم اور ہمارے قریب کے زمانے کے لوگ نہایت خوش قسمت ہیں۔ کیونکہ خدا کے دین کی خاطر جو قربانیوں کے مواقع ان کو میسر آتے ہیں بعد میں آنیوالوں کو نہیں مل سکتے۔ خدا کے وعدوں کے مطابق مستقبل قریب ہی میں ایک ایسا وقت بھی آرہا ہے جب سلسلہ کے پاس مال اس کثرت سے ہوگا کہ مالی قربانیوں کے مطالبہ کی ضرورت باقی نہیں رہیگی اور اس وقت بڑی سے بڑی مالی قربانی کی بھی وہ قدر نہیں رہیگی جو آج معمولی قربانی کی ہے پس ضرورت ہے کہ ہم اس نادر موقعہ کی انتہائی قدر کریں اور اس سے پورا فائدہ اٹھائیں۔ اور بشاشت ایمان کے ساتھ قربانی کے میدان میں آگے بڑھ کر خدا کے فضلوں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام موجودہ زمانہ کی مالی قربانیوں کی اہمیت کے متعلق فرماتے ہیں۔

"یہی وقت خدمتگذاری کا ہے۔ پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ اگر سونے کا پہاڑ اس راہ میں خرچ کریں۔ تو اس وقت کے پیسے کے برابر نہیں ہوگا...... تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اس کی راہ میں مال خرچ کریگا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اسکے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دیجائیگی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے پس جو شخص خدا کیلئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائیگا جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئیگا...... اگر تم اسقدر خدمت بجالاؤ کہ اپنی غیر منقولہ جائیداد دوں کو اس کی راہ میں بیچ بھی دو پھر بھی ادب سے دور ہے کہ تم خیال کرو کہ ہم نے کوئی خدمت کی ہے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہر فرد کو اپنے اپنے بجٹ کی مقررہ رقم کو ہر حال پورا کرنے کی تاکید کرتے ہوئے تنبیہہ فرماتے ہیں۔

"یاد رکھنا چاہیئے بجٹ کو پورا کرنا مجھ پر احسان نہیں نہ سلسلہ پر احسان ہے نہ خدا پر احسان ہے جو...... خدا کے دین کی خدمت کیلئے کچھ دیتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے سودا کرتا ہے اور اس سودے کو پورا نہ کرنے والا خدا کے نزدیک جرائدہ ہے اور جسقدر بھی رقم رہتی ہے وہ اسکے نام لکھا جاتا ہے۔ اگر وہ اس دنیا میں ادا نہیں کرتا تو جب خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جاؤ جہنم میں لگایا ادا کر کے آؤ"

پس مبارک ہیں وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال کو خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خود اپنی جیبوں کو خالی کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہے جماعتوں کو زیادہ سے زیادہ مالی قربانی کی توفیق عطا فرمائے۔

ناظر بیت المال قادیان

مالی سال ختم ہو رہا ہے

احباب و عہدیداران کی خاص توجہ کے لئے

اعلان

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا مالی سال ختم ہونے میں چار ماہ سے بھی کم عرصہ باقی رہ گیا ہے اس لئے تمام احباب کو چاہیئے کہ وہ اپنے ذمہ کے جملہ چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی میں دیر نہ لگائیں اور بلا تاخیر ادا کریں اور عہدیداران مالی کو چاہیئے کہ وہ جملہ وصولی شدہ رقم ہر ماہ کی تاریخ سے قبل ہی مرکز میں بھجوا دیا کریں تاکہ وہ رقم اسی ماہ کے ختم ہونے تک خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل ہو کر اس جماعت کے حسابات میں محسوب ہو سکیں۔ اگر کوئی رقم اس ماہ میں داخل خزانہ نہ ہو سکے تو وہ اگلے ماہ میں محسوب ہوتی ہے اور اس طرح جماعت کے ذمہ بقایا بڑھ جاتا ہے۔

اب چندہ جات کی وصولی کے لئے غیر معمولی کوشش درکار ہے۔ کیونکہ ابھی تک بہت سی جماعتوں کا بجٹ چندہ جات پورا نہیں ہوا۔ جماعتوں کی روحانی ترقی اور بہبودی میں مقامی عہدہ داران کو بھی بہت دخل ہے۔ پس جن عہدہ داروں نے سال کے دوران میں غفلت یا سستی کی ہے۔ ان کو چاہیئے کہ اب اس کی تلافی کریں اور جن عہدیداروں نے سال بھر شوق اور محنت سے کام کیا ہے وہ اس مہینہ میں مزید جد و جہد کر کے زیادہ ثواب کما سکتے ہیں۔ غرضیکہ بجٹ کو پورا کرنا عہدہ داران اور جملہ احباب جماعت کا فرض ہے۔

اس سلسلہ میں سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا مندرجہ ذیل ارشاد احباب جماعت کی خاص توجہ اور عملی نمونہ کا مظاہرہ چاہتا ہے حضور فرماتے ہیں:۔

"میں ایسے چندہ کا قائل نہیں ہوں۔ کہ وعدہ (بجٹ) تو لکھ دیا جائے اور پھر خط و کتابت ہو رہی ہو۔ یاد دہانیاں کرائی جا رہی ہوں۔ اخبارات میں اعلانات ہو رہے ہوں اور وعدہ کرنے والا پھر بھی خاموش بیٹھا ہے۔ تمہارا چندہ ادا کرنا تمہارے اندر ایک نئی اناہت۔ ایک نیا خلوص اور ایک نیا ایمان پیدا کر دیگا۔ اور تمہاری جیبیں خدا تعالےٰ کے حضور زیادہ کریں گی۔ اور پھر خدا تعالےٰ اپنے فضل سے تمہارے روپیہ کو بڑھائے گا۔"

اس وقت تدریجی بجٹ کے مقابلہ میں اصل آمد میں بہت زیادہ کمی ہے۔ جس کو پورا کرنے کے لئے احباب کی خاص توجہ درکار ہے۔ ہر احمدی نے بیعت کے وقت یہ اقرار کیا ہے۔ کہ وہ دین کو ہر حالت میں دنیا پر مقدم کرے گا۔ لیکن اگر وہ عملی طور پر اس کا مظاہرہ نہیں کرتا۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ ایمان میں بھی ابھی بہت کمزور ہے۔ جس کی اُسے فکر کرنی چاہیئے۔ یقیناً" اللہ تعالےٰ کا سایہ ہماری جماعت پر ہے۔ اور جماعت کے سارے کام اس کے فضل و کرم سے ہی انجام پا رہے ہیں۔ اور احباب کا مالی قربانی کرنے میں شمولیت کرنا ایسا ہی ہوگا کہ شہیدوں میں شامل ہونے کے مترادف ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

مفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی خوشنودی کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرما دے اور ہر حال میں حافظ و ناصر ہو۔ آمین ثم آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

ضروری اعلان

جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ بارشیس کا رہنے والا ایک شخص مسمی عبد الحمید زید علی جس کو جماعتی مفاد کے خلاف سرگرمیوں میں حصہ لینے کی وجہ سے اخراج از جماعت کی سزا مل چکی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ وہ ہندوستان آ رہا ہے احباب جماعت اس سے محتاط رہیں۔ حلیہ درج ذیل ہے:۔

جسم دبلا پتلا۔ داڑھی میں کچھ کچھ سفید بال۔ رنگ پکا ہے۔ اور بہت میٹھا بولتا ہے مگر بہت چالاک ہے۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

امانت وقف جدید

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تبلیغی جد و جہد کو وسیع کرنے کے لئے سکیم بیان فرمائی تھی۔ اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بخواخراجات درکار ہوں گے۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ اس تحریک میں شامل ہونے والوں کو کم از کم چھ روپے سالانہ بالمقطع یا باقساط ادا کرنا ہوگا۔ اور اس میں زیادہ سے زیادہ رقم صاحب حیثیت دوستوں کو دینی چاہیئے غرباء ایک ایک روپیہ ڈال کر چھ افراد چھ روپے سالانہ ادا کر سکتے ہیں مرکز میں وعدے اور چندہ بھیجنا شروع ہو گیا ہے۔ احباب مطلع رہیں کہ دفتر محاسب قادیان میں "امانت وقف جدید" کھولدی گئی ہے۔ چندہ دینے والوں کو رقوم اس امانت میں بھجوانی چاہئیں۔

ناظر بیت المال قادیان

تحریک جدید کے وعدوں کی آخری تاریخ

۱۰ر فروری

حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے تحریک جدید کے نئے سال کے وعدوں کا اعلان ہوئے اڑھائی ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے۔ لیکن ابھی تک متعدد جماعتوں اور احباب کی طرف سے وعدوں کا انتظار ہے۔ ہندوستان کے لئے وعدوں کی آخری تاریخ ۱۰ر فروری ۵۸ء ہے۔ لیکن مخلصین جماعت کو اپنا وعدہ بھجوانے کے لئے آخری تاریخ کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ وعدوں اور اُن کی ادائیگیوں میں سابقون الاولون میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ دفتر ہذا کی طرف سے تحریک جدید کے وعدوں اور وصولی کی اسم وار رپورٹ فروری کے پہلے ہفتہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض دعا پیش کی جائے گی۔ اس لئے جو دوست ابھی تک وعدہ نہیں بھجوا سکے ان کو چاہیئے کہ فوری طور پر اپنا وعدہ مرکز میں بھجوائیں اور جو دوست اپنے وعدہ کی ادائیگی کر سکیں اُن کو چاہیئے کہ وہ بلا تاخیر ادائیگی کر کے سابقون الاولون میں شامل ہوں تاکہ ان کے نام حضرت اقدس کے حضور پیش کئے جانے والی فہرست میں شامل کئے جا سکیں۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ

خدمت دین کے لئے نوجوان اپنے آپ کو پیش کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے توسیع تبلیغ کی تحریک محتاج بیان نہیں۔ اس اہم فریضہ کو محکم بنیادوں پر سر انجام دینے کے لئے ایک عرصہ سے مرکز سلسلہ قادیان میں مدرسہ احمدیہ جاری ہے۔ اور خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ اس مدرسہ کے فارغ التحصیل نوجوان آج اکناف عالم میں اسلام و احمدیت کی امن بخش تعلیم پھیلانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد عرصہ چار سال سے سابقہ معیار کے مطابق اس مدرسہ کی کلاسیں جاری ہو چکی ہیں۔ زیر تعلیم طلبہ جوں جوں اوپر کی کلاسوں میں ترقی پاتے جا رہے ہیں ان کی جگہ لینے کیلئے ہر سال نئے طلبہ کے داخلہ کی ضرورت ہے اسلئے اس اعلان کے ذریعہ احباب جماعت کی خدمت میں گذارش کی جاتی ہے کہ وہ اس اہم قومی فریضہ کی انجام دہی کیلئے اپنے اپنے حلقہ میں خاص تحریک کر کے زیادہ سے زیادہ تعداد میں مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت کے لئے ہونہار اور ذہین طلبہ کو دینی تعلیم کی خاطر مرکز میں بھیجیں۔

مدرسہ احمدیہ میں میٹرک پاس یا کم سے کم مڈل پاس اردو جاننے والے پندرہ سے بیس سال کی عمر کے طلبہ لئے جاتے ہیں۔ اس لئے اس طور سے خدمت دین بجالانے کے خواہشمند نوجوانوں کو فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہونہار قابل امداد طلبہ کو مرکز کی طرف سے کچھ وظیفہ بھی دیا جائیگا۔

چونکہ نئے تعلیمی سال کی کلاس یکم اپریل سے شروع ہوگی اسلئے ایسی درخواستیں ۱۵ر فروری تک نظارت تعلیم و تربیت میں پہنچ جانی چاہئیں تاکہ مرکز کی منظوری کے بعد ان کو قادیان آنے کی اجازت دی جا سکے اور طلباء وقت پر آ کر پڑھائی شروع کر دیں۔ درخواست میں حسب ذیل امور کی صراحت ضروری ہے:۔

نام۔ ولدیت۔ عمر۔ صحت۔ والد یا سرپرست کا نام و پیشہ۔ ایسی درخواست ڈاکٹری اور تعلیمی سرٹیفکیٹ کے علاوہ مقامی صدر جماعت یا مبلغ کی سفارش کے ساتھ دفتر ہذا میں پہنچنی چاہیئے۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

خبریں

پراگ جیوتش پور - ۲۰ر جنوری۔ انڈین نیشنل کانگرس کا ۶۳واں اجلاس کل رات ساڑھے آٹھ بجے مقررہ پروگرام سے ایک دن پہلے ہی ختم ہو گیا۔ کانگرسی ممبروں کو اس بات سے مایوسی ہوئی کہ گوہاٹی کے اجلاس میں وہ اتنی جوش و خروش نہیں دیکھا گیا۔ حالانکہ استقبالیہ کمیٹی نے وسیع انتظامات کر رکھے تھے۔ اور ہزاروں ڈیلیگیٹوں اور وزیٹروں کے قیام کے لئے بانسوں کا ایک خاص شہر تعمیر کر رکھا تھا۔ کئی سرکردہ کانگرسی لیڈروں نے تسلیم کیا ہے کہ انہوں نے اس سے زیادہ پھیکا اجلاس کوئی نہیں دیکھا۔ گوہاٹی سیشن میں پبلک کی دلچسپی کے فقدان کی ایک وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس علاقہ میں آبادی بہت کم ہے اور کانگرس نگر سے سات میل دور گوہاٹی شہر کی آبادی ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ نہیں ہے۔ اس میں داخلہ کی شرح اس قدر زیادہ تھی کہ خلاف کے زیادہ لوگوں نے ٹکٹ خریدنا مناسب نہ سمجھا۔ کانگرس سیشن لوگوں کی زیادہ دلچسپی کا باعث نہ بن سکا۔ تاہم سیشن کے ساتھ کھادی اور دیہاتی صنعتوں کی جو نمائش قائم کی گئی تھی اسے کافی لوگ دیکھتے رہے۔ آسام سرکار نے ایک چڑیا گھر کا انتظام کر رکھا تھا۔ اور اس میں بیسیوں اقسام کے جانور جمع کئے گئے تھے۔ معلوم ہوا ہے کہ پراگ جیوتش پور میں کانگرس کا سالانہ اجلاس منعقد کرنے پر ۱۲ لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے اگر اجلاس کسی اور جگہ منعقد کیا جاتا تو اس سے آدھا خرچ ہوتا۔ دگنے خرچ کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ ہر ایک چیز ملک کے دوسرے حصوں سے لانی پڑی۔ اور بہار بناری پر بھاری خرچ کیا گیا۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ یہاں پانی کی قلت کو دور کرنے کے لئے کلکتہ سے ایک پمپ بذریعہ ہوائی جہاز لانا پڑا۔

پراگ جیوتش پور - ۲۰ر جنوری کانگرس کے جنرل سیکرٹری شری شریمن نارائن نے آج کانگرس سیشن کے خاتمہ پر ایک انٹرویو میں بتایا۔ کہ کانگرس کا گوہاٹی سیشن اس لحاظ سے کانگرس کے دیگر اجلاسوں سے بالکل مختلف رہا ہے۔ جن میں بہت زیادہ تعداد میں لوگ شامل ہوتے رہے ہیں۔ جس کے نتیجے کے طور پر اہم ملکی مسائل پر توجہ سے غور و خوض کرنا مشکل ہو جاتا تھا۔ لہذا اس نظریہ سے یہ سیشن بے حد کامیاب رہا ہے کیونکہ اس اجلاس میں نہایت اہم مسائل پر پوری توجہ سے غور ہوا ہے۔ لہذا یہ کہنا غلط ہے۔ کہ کانگرس کا یہ اجلاس ناکام رہا۔

پراگ جیوتش پور - ۱۹ر جنوری۔ صدر کانگرس شری ڈھیبر نے نئی کانگرس ورکنگ کمیٹی کے ممبروں کا اعلان کر دیا ہے۔ ابھی اس میں ۱۶ ممبر شامل کئے گئے ہیں۔ ۴ ممبر مزید لئے جائیں گے نئی ورکنگ کمیٹی میں پانچ نئے ممبر شامل کئے گئے ہیں اور وہ ہیں شری کھنڈو بھائی ڈیسائی سابق مرکزی لیبر منسٹر سیٹھ گووند داس۔ شری وائی۔ بی چوان وزیر بمبئی۔ شری پرتاپ سنگھ کیروں وزیر پنجاب اور شری اے ستیہ نارائن راجو پریذیڈنٹ آندھرا پردیش کانگرس کمیٹی: ورکنگ کمیٹی کے ۲۱ ممبر ہوں گے۔

لندن ۲۰ر جنوری بحکامن ویلتھ کی قطب جنوبی کی مہم کے لیڈر ڈاکٹر ووین فش شیکلٹن اڈہ سے ۹۰۰ میل کی مسافت طے کر کے کل رات قطب جنوبی پر پہنچ گئے۔ اور وہاں سر ایڈمنڈ ہلیری سے جو اس ماہ کے شروع میں قطب جنوبی پر پہنچ گئے تھے ملے ۔ ۔ ۔ ۔ ڈاکٹر فش اور ان کے ۱۱ ساتھیوں کو شیکلٹن اڈہ سے قطب جنوبی تک پہنچنے کے لئے ۵۷ دن لگے۔

ایک ضروری تصحیح

مکرم داؤد احمد صاحب عرفانی نے اپنے دو مضمون اخبار بدر مورخہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۷ء و ۱۰ر جنوری ۱۹۵۸ء اور الفضل مورخہ ۸ر دسمبر ۱۹۵۷ء میں یہ لکھا ہے "آخری سانس جب دیا ہے تو ان کا سر خانشہ بیگم کی گود میں تھا" حالانکہ واقعہ یوں ہے کہ حضرت عرفانی صاحبؓ کلمہ شروع سے آخر تک تکیہ پر ہی تھا۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

خاکسار یوسف احمد الٰہ دین سکندر آباد

درخواست ہائے دعا

۱- میری بچی العمر ۴ سال لبارنہ بخار بیمار ہے بہت کمزور ہو چکی ہے احباب جماعت و درویشان قادیان سے عزیزہ کی کامل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار محمود احمد سعید۔ دفتر تبشیر ربوہ

۲- میرے شوہر مولوی سید بشارت احمد صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کو عرصہ دراز سے بلڈ پریشر کا عارضہ لاحق ہے اب حالت زیادہ خراب ہے انکی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔ خاکسارہ اہلیہ مولوی سید بشارت احمد صاحب۔

۳- ایک مخلص احمدی دوست مکرم محمد قمر میاں صاحب چند روز سے جسم میں کمزوری محسوس کرتے ہیں اسی طرح محسن خان صاحب کو درد شکم کی شکایت ہے۔ نیز ایک غیر احمدی دوست محی الدین صاحب بھی بعض عوارض سے شفایابی کی درخواست کرتے ہیں احباب ان سب دوستوں کیلئے دعا فرمائیں۔

خاکسار حضرت صاحب بندا سنگھ بسبلی

۴- مورخہ ۱۴ر جنوری کو میرے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ جو تین روز